

فہم الشہداء فی بیانہ

یا اللہ و
در تحقیق و اثبات

مجموعہ نبوت زبور

شہادتِ امام حسینؑ

و کردارِ یزید

تالیف فارسی

مجتہد الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ

بانی دارالعلوم دیوبند، استوفی ۱۲۹۷ھ

اُردو ترجمہ

پروفیسر مولانا انوار الحسن شیرکوٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ

دیباچہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب فاضلہ بکام

خلیفہ ارشد شیخ الاسلام حضرت مولانا سید امجد حسین بنی

رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

تحریک ختم اہل سنت و الجماعت

کرم آباد ○ وحدت روڈ ○ لاہور

فہرستِ مضامین و موضوعات

یا اللہ

در تحقیق و اثبات

مذہبِ حق و حقیقت

شہادتِ امام حسین

کردارِ یزید

تالیف غازی

مجتہد الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی مدظلہ العالی

بانی دارالمعلوم دیوبند، استوفی ۱۲۹۷ھ

اُردو و ترجمہ

پروفیسر مولانا انوار الحسن شیرکوٹی رحمانہ تعالیٰ

دیباچہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبِ دارالافتاء

علیہ السلام شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین محمد تنویری

مدظلہ العالی

تحریکِ ختمِ اہل سنت و الجماعت

کرم آباد ○ وحدت روڈ ○ لاہور

آئینہ رمضان میں شہادت امام حسینؑ کو درازینید

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	کلمات ابرکات	۳	۲۵	شہادت کی دوسری وجہ	۴۲
۲	اتحید فی بیان فتنہ یزید	۴	۲۶	شہادت امام حسینؑ کا انہد از حضرت زکریاؑ	۴۳
۳	رباعی اکابر حضرت علیؑ کا فی نظر حضرت	۱۶	۲۷	مقدمہ اولی	۴۴
۴	مسکات اعتقادی	۱۷	۲۸	مقدمہ دوم	۴۵
۵	حضرت علیؑ کی توحید	۱۸	۲۹	مقدمہ سوم در حقیقت اجماع	۴۶
۶	امام حسینؑ کی توحید	۲۰	۳۰	مقدمہ چہام	۴۸
۷	یزید اور عباسی	۲۱	۳۱	مقدمہ پنجم	۴۹
۸	یزید غلامی امام علیؑ کی بیعتی میں	۲۳	۳۲	مقدمہ ششم	۵۲
۹	گروہ یزید کا وصول پور	۲۴	۳۳	خلافت کی بیعت ادا اہلیت کے لئے	۵۷
۱۰	یزید کا جیلہ کو مسدود	۲۴	۳۴	دین اہل	۵۸
۱۱	یزید کے کرم کی کیفیت	۲۵	۳۵	دین دوم	۵۸
۱۲	مقام عبرت	۲۶	۳۶	کشیہ	۶۳
۱۳	سند علیؑ کی عباسی	۲۷	۳۷	یزید کے بیعت کی پرکشت	۷۰
۱۴	آقا خاتم النبیینؑ کے تائید از حضرت علیؑ	۲۸	۳۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب یزید کا	۷۱
۱۵	اکابر مسلم اور سند علیؑ	۳۸	۳۹	کے اتفاق کے باوجود	۷۴
۱۶	حضرت مولانا زکریاؑ	۳۹	۴۰	امیر حسد کا خلافت کے بعد میں نظر	۷۷
۱۷	ایک غلامی کا انار	۴۰	۴۱	حضرت امیر حسد کے بعد یزید کی حالت	۷۸
۱۸	نقاب سید الشہداء	۴۱	۴۲	گروہ اصحاب اور غلامی و جہنم	۸۰
۱۹	اتحید فی بیان فتنہ یزید	۴۲	۴۳	نیت پر وار و عد	۸۲
۲۰	حضرت گلشن و حضرت نازک	۴۳	۴۴	شہادت امام حسینؑ کی دوسری وجہ	۸۳
۲۱	حضرت نازک کا خواب	۴۴	۴۵	یزید کی بیعت پر اجماع اور اس کا جواب	۸۴
۲۲	دو بیعتی حضرت کی خدمت میں	۴۵	۴۶	امام زکریاؑ کا اجماع بیعت پر نظر	۸۵
۲۳	خلافت حضرت زکریاؑ کی خدمت میں	۴۶	۴۷	خاصی عباسی کا قول	۸۶
۲۴	شہادت کی پہلی وجہ	۴۷	۴۸	چہر بیعت تھا حضرت زکریاؑ کا قول	۸۸

کلماتِ بابرکات

قائدِ اہل سنت الحاج حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبِ امتداد برکاتِ رحمہ

بانی و مرکزی سیر تحریکِ خدامِ اہل سنت پاکستان

پاکستان میں اہل سنت و الجماعت کی قطعاً اور ناواقفیت کی وجہ سے
شیعیت و غیرہ دوسرے فرقوں کے ساتھ خارجیت بعنوان یریدیت کا فتنہ بھی پھیل رہا
ہے جس میں دلچسپی ملنے لگی ہے۔ تحریکِ خدامِ اہل سنت کے ایک نوجوان
عالمِ قادری شیر محمد صاحبِ علوی سلاؤ فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور نے جو اہل علم و تحقیق
نازوقی قدس سرہ کا یہ محققانہ مکتوب کتابی صورت میں شائع کر کے ایک اہم دینی خدمت
سود انجام دی ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ انہوں نے ابتدائے شریعہ کے طور پر اپنا ایک جامع مقالہ
ب عنوان ”انتہید فی بیانِ فسقِ یرید“ بھی اس میں شام کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ علم و عمل میں
میں ترقی عطا فرمائیں۔ آمین۔ مسطور رحمت علیہ صلی اللہ علیہ وسلم

فقہِ العصر مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحبِ اہمادی دابرِ کاتم

صدر مفتی جامعہ اشرفیہ لاہور

محترم نے یہ رسالہ سنا ہے یعنی ”انتہید فی بیانِ فسقِ یرید“ اور ٹھیک سمجھا ہے
نقول میری پیش کی گئی ہیں۔ اس لئے اس میں تردد کی گنجائش نہیں مگر نسبت سے کہ
اسان محققین کا معمول ہے وہی درست ہے۔ واللہ اعلم جمیل احمد تھانوی مفتی جامعہ
اشرفیہ مسلم ٹائون لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”التمہید فی بیان فسق یزید“

از قلم
شیر محمد علوی

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده
وعلى آله واصحابه والذین اوفوا عهده

اعاجیب - بلاد النہال استیقت پر نظر رہا کہ حقہ الاسلام استاذ الاساتذہ حضرت مولانا محمد تقی صاحب نانوتوی ^{رحمۃ اللہ علیہ} متوفی ۱۳۵۸ھ باقی داد العلوم دیوبند و خلیفہ اعظم قطب العالم الطوفرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی قدس سرہ کا ہے حضرت نانوتوی قدس سرہ کے پاسے میں کچھ کتایا کھتا در حقیقت سورہ کوہ چراغ کھانے کے مترادف ہے۔ حضرت نانوتوی ^{رحمۃ اللہ علیہ} متوفی ۱۳۵۸ھ کا نام ہی رسالہ کے مستند ہونے کی کافی دلیل ہے۔ یہ رسالہ دراصل حضرت کا ایک طویل مکتوب گواہی ہے جو آپ نے اپنے مایہ ناز شاگرد شیر محمد حضرت مولانا فخر الحسن صاحب گھوٹکی عشق سنبھال پانڈے کے نام تحریر فرمایا تھا۔ اور حضرت نانوتوی کی تصحیح کے ساتھ سب سے پہلے عشق متنازع علی صاحب میرٹھی مرحوم نے مطبع مجتہائی سے ۱۳۹۶ھ میں شائع کیا۔ کیونکہ تقی العلوم کے نام سے چھپا تھا جس میں حضرت کے اور بھی کئی مکتوبات تھے۔ بعد ازاں پروفیسر سورہ ناخواہ حسن صاحب شیر کوٹی مرحوم نے ان کا اردو ترجمہ کر کے پشاور قسراک و ہوس سے طبع کرایا۔ اسی ترجمہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ختام اہل سنت پاکستان کو توفیق عطا فرمائی کہ اس طرح شریک، ربا، زہد، طبع سے آدرش کے شفی مسلمانوں کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں

یہ ہے کہ تکفیر اور امن سے کف لسان کیا جائے۔ مگر اسکو خلیفہ عادل بھی نہ کہا جائے جیسا کہ بعض خود ساختہ عشق کہتے ہیں مگر یزید خلیفہ عادل تھا۔ اور تمام وہ بزرگسوز بزرگ فاسق قرار دیتے ہیں انہوں نے تحقیق نہیں کی۔ یہ ایک ایسا سنگین الزام ہے جو کج نمک حلاوت پر بوند پر کسی دشمن نے بھی نہیں چلا سکتا اس کا تو یہ مطلب ہو کہ جو بزرگوں نے یزید کو فاسق قرار دیا ہے وہ سارے غیر محقق اور غیر فاضل تھے بلکہ بقول استاد المکرّم حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی مدظلہم مسالہ اسس کے برعکس ہے یعنی وہ لوگ جو یزید کو صالح قسمر دیتے ہیں اگر تحقیق کرتے تو وہی کچھ کہتے جو ان بزرگوں نے کہا یزید فاسق تھا۔ اب حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) دہما المسین بخاتمة فی تہذیب التہذیب عند الکافة من اہل عصرہ۔ لیکن حسینؑ تو جب یزید

سابقہ بقاء ہی طرح امام بن حسین جنت رفتہ علیہ السلام بھی یزید پر فاضل قرار دے کر فرماتی ہے۔ سوال فی یزید بن معاویہؓ امام ابن تیمیہؒ صفحہ ۱۰۷ اور امام ابن جوزیؒ نے بھی یزید کو فاضل قرار دیا ہے بلکہ اس مسئلہ پر ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے ابوہریرہ علی السعید، العین، النافع، سنی، یزید، السیغ، السیول، صفحہ ۲۸۴ مولانا محمد اسحاق صاحب سندیلوکی مددی تحریر فرماتے ہیں کہ یزید ایک صالح مسلمان اور خلیفہ عادل بھی تھے۔ جواب شامی صفحہ ۱۰۷ مؤلفہ مولانا سندیلوکی

تحد۔ جواب شامی صفحہ ۱۰۷ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔ ومن امن بالحد والایم والاخریۃ، جوہر تو بن یزید ولایۃ شام من الملوک الفرونیۃ السواہد میں۔ اور جو معتقد تائی اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اسی بات کو پسند نہیں کرتا مگر یزید یا اس جیسے غیر عادل بادشاہوں کے ساتھ بھی ہو سکے سوال فی یزید بن معاویہ صفحہ ۱۰۲ ابن جوزیؒ نے قاضی ابویسٰی سے روایت کی کہ انھوں نے اپنی کتاب مستند الاصول میں اپنی اسناد سے صالح بن احمد بن حنبلؒ سے روایت کی کہ صالحؒ نے کہا۔ ابا جی ایک قوم ہیں یزید کی دوستی کا الزام دیتی ہے امام حنفیؒ نے فرمایا۔ اسے پیٹھ جو خط لکھا یا ایمان رکھتا ہے وہ یزید کے ساتھ دوستی نہیں کر سکتا اور جو بزرگ خدا سے اپنی کتاب میں لعنت فرمائی اس پر لعنت کیوں نہ جائے۔

حیث السیول صفحہ ۸۸۴ موافق حرقہ صفحہ ۲۲۲ اور اس کے بعد امام احمدؒ نے سورہ محمد کی آیات سعادت فرمائی امام ابن تیمیہؒ اور امام حنفیؒ کی حد تو بزرگ مولانا سندیلوکی مددی تحریر فرمائی کہ یزید کی محبت سے کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ مولانا حنفیؒ

کائنات و فہر اس کے ذور کے سب لوگوں کے نزدیک نمایاں ہو کر مقدمہ ابن خلدون
صفحہ ۲۱۶ تحت الفصل التاسع والعشرون فی معنی التیسعۃ - ۱۷

(۲) بعد اتفاق ہم غیثم، خلدونی، جواز لعنہ، بخصوص اسمہ، اور یزید کے مشترک متفق ہونے کے
بعد اختلاف ہوا اس پر نام لیکر لعنت کرتے ہیں۔ العواقل الخرقہ صفحہ ۲۲۲ مطبوعہ مکتان
صاحب التآت السادہ، فرج ایلو العلوم صفحہ ۳۴۰، پر لکھت ہیں :-

قال ابن جریر الذہبی و ابو الیقوت و عبد الغنی بن علی و محمد بن زینب و ابن کثیر و ابن کثیر
غیثم، ازہرہ، اگرچہ یزید فاسق و غیث تھا مگر اس پر لعنت کرنے کا جواز نہیں۔

(۳) شیخ الاسلام علامہ امام ابن تیمیہ (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں : ابن جلد من الخلفاء
الراشدین، المہذبین، فہو ایضاً ضال و مضل، کاویہ، اور جو شخص یزید کو خلیفہ راشد کہے
وہ مگر ایدہ حق، اور جھوٹا ہے، سولی فی یزید بن معاویہ صفحہ ۱۵ مطبوعہ سیرت صفحہ ۳۹۹

(۴) فاضل جلیل شہر ملا عبدالحق حقانی صاحب تفسیر حقانی (۱۳۶۲ھ) تحریر فرماتے
ہیں : ابن (حضرت معاویہ) کے بعد ان کا بیٹا یزید بد بخت، ان کی جائے حاکم ہوا اس
کا لقب دینا دارسنے، مزید تحریر فرماتے ہیں : ۲۳ کمبخت کے بے دین ہونے میں کیا
شک ہے، ملاحظہ فرماتے اسلام لکھنؤ نا عبدالحق صاحب حقانی مطبوعہ کراچی، اس کتاب
پر مندرجہ ذیل، کابر کی تقریظات ہیں : مجھے اسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب ہنوتوی حضرت
مولانا حبیب الرحمن صاحب عثمانی سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند، امام شیعہ کا فخر و مدد سید محمد نور شاہ
کشمیری مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب

۱۷ حکیم اسلام حضرت مولانا حامی محمد حنیف صاحب مدظلہم مہتمم دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں
ہر حال مخالفین یزید تو اسے فاسق جانتے ہی تھے مباہدین (بیت کرنے والے) یزید بھی اسے
فاسق ہی سمجھتے تھے اس لئے اس کا فسق متفق علیہ ہے جسے ابن خلدون نے غلط لکھا ہے
سے تحریر کیا ہے، شہید کربلا اور یزید صفحہ ۸۹ طبع جدید لاہور

جو رستہ پہنچنے کے لئے لڑی گئی ہیں (۱۰) انکار اللہ میں مرتبہ ص ۶۸ مطبوعہ مجلس علمی کراچی ترجمہ مولانا محمد ادریس صاحب مدظلہ۔

(۸) امام المحدثین حضرت مولانا علامہ عبدالحی کھنوی قدس سرہ (م ۱۳۱۲ھ) سے سوال کیا گیا کہ حق یزید چگونہ اعتقاد باید داشت ؟ یزید کے بارہ میں کیا عقیدہ رکھنا چاہیے۔ تو جواب میں یہ جنت سے اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ مسلک اہل آنست کہ آن شقی را بمغفرت و رحم ہرگز یاد نباید کرد و بہ معن ادا کہ در معرفت مختص بکفار گشتہ زبان خود را آلودہ نباید کرد و الا کہ یزید کے متعلق اہل علم ترین مسلک یہ ہے کہ اس (یزید) بد بخت کو مغفرت اور رحمہ اللہ کے کلمات سے ہرگز یاد نہ کرے اور نہ ہی لعنت سے اپنی زبان کو آلودہ کہے۔ فتاویٰ عبدالحی ص ۹۷، ۹۸ نمبر ۳ (مطبوعہ ریڈیو کھنوی)

(۹) علامہ علی نقاری حنفی رحمہ اللہ نے بھی یزید کو خلفاء جو ر میں شمار کیا ہے ملاحظہ ہو شرح فقہ اکبر ص ۷۱، مطبوعہ شاہدہ دینی ش ۱۳۲۷ھ

(۱۰) استاذ اعلا رکیس المتکلمین حضرت ملا ستاذ مولانا محمد ادریس کاندھلوی قدس سرہ (۱۳۹۴ م) تحریر فرماتے ہیں

« امام حسین رضی اللہ عنہ کا یزید پلید سے مقابلہ »

امام حسینؑ کا خروج خلافت راشدہ کے دعویٰ کی بنا پر نہ تھا اس لئے کہ خلافت راشدہ کی مدت تیس سال گذر چکی تھی بلکہ مسلمانوں کو ظالموں کی حکومت سے چھڑانا تھا کہ مسلمانوں پر ظالم اور فاسق و فاجر کی حکومت قائم نہ ہو جائے۔ اس لئے کہ یزید کی حکومت ابھی پوری طرح قائم نہ ہوئی تھی۔ اہل مکہ اہل مدینہ اور اہل کوفہ نے ابھی تک یزید کے ہاتھ پر بیعت نہ کی تھی اور حضرت امام حسینؑ اور عبد اللہ بن عباسؑ اور عبد اللہ بن عمرؑ اور عبد اللہ بن زبیرؑ نے بھی بیعت نہ کی۔ اور احادیث میں جو یہ آیا ہے کہ بادشاہ وقت سے بغاوت اور اس کی ملامت سے خروج جائز نہیں

اگرچہ وہ بادشاہ ظالم ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس بادشاہ کا بلا نزارغ اور بلا محنت
کامل تسلط ہو جائے وہ اگرچہ ظالم ہو اس کی امانت سے خروج اور بغاوت بجز نہیں
اور جس کا بھی ملک تسلط ہی نہ ہو اور وہ خود اس کی حکومت ہی قائم نہ ہوئی ہو تو اس
کا متبادل خروج اور بغاوت نہ کہلائے گا۔ دفع تسلط اور دفع تسلط میں بڑا فرق ہے تسلط
شعہ تسلط کا دفع یعنی اس کا ازلاہ خروج اور بغاوت ہے اور کسی ظالم کے تسلط کو قائم نہ
ہو سنا دینا اس کا نام دفع تسلط ہے۔ حضرت امام حسینؑ کا خروج بڑی پیلیہ کے دفع
اور دفع تسلط کے لئے تھا نہ کہ دفع تسلط کے لئے۔ ماعزہ از قاضی حریزی ص ۲۲۔
ج نمبر ۱۔ خلافت راشدہ طبع قول ص ۲۰۹ و ۲۰۸ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
(۱۱) امام پاکستان امام حسینؑ خلاصہ دوران استاذانہ لکھی حضرت مولانا سید احمد شاہ
بخاری قدس سرہ چوکیہ دہلی (۱۳۸۹ھ)

۱۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلی قدس سرہ (۱۲۳۹ھ) تحریر فرماتے ہیں خروج
حضرت امام حسینؑ نے بدوئی خلافت راشدہ میں کیا مگر کہ برودہ سی سالانہ منقحی گشت نبو و بکھ بنا بر
تخلیص در علیان دست ظالم بود امانتہ العظمیٰ علی الکلام من الواجبات۔ و آنچه در مشکوٰۃ کتابت است
کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تا زنی و خروج ہر بادشاہ وقت گریز ظالم باشند شیخ فرمود اندر پس در آن وقت
است کہ آن بادشاہ ظالم یا نزارغ و زعم تسلط نام پیدا کرہ باشند و خود اہل مدینہ و اہل مکہ و اہل کوفہ
بجس تسلط بر زمین علیہ رضی اللہ عنہ بودند و شیخ حضرت حسین و محمد بن عباس و عبد اللہ بن عمر و عبد اللہ
بن زبیر رضی اللہ عنہم بیست گھرہ با جملہ خروج حضرت امام حسینؑ رضی اللہ عنہ برائے دفع تسلط
اولہ نہ برائے دفع تسلط و آنچه در حدیث مخرج است کہ آن خروج است کہ برائے دفع تسلط است
ہائے باشند و مخرج من مدینہ و مخرج کا ہر شہر و مخرجی المسائل المتقیرہ۔ کتاب حریزی ص ۲۲ ج نمبر ۱
طبعہ مکتبہ الباقی دہلی ۱۳۸۹ھ

۲۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ زمان حضرت مولانا احمد علی دہلوی قدس سرہ کے اجلہ
علما میں سے تھے اور شیخ و شاعر نزاری سیاحی ہیں اللہ تعالیٰ نے خاص مہارت بخشی تھی آپ نے
کئی سال تک پندرہ روزہ ۱۱۱۱ھ قندار علیہ پر گریہ سے نکالا جو شیعی اعتراضات کا جواب اور
تاویں مشکبہ کو بیان تھا۔ آپ پر گریہ شیعہ سرگودھا میں عبد البریہ دارمندی (باقی صفحہ ۱۲ پر)

یزید اور واقعہ کربلا کے سلسلہ میں ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں۔

یہ واقعہ کربلا میں کسی حد تک یزید کا ہاتھ ہے؟ مار ۶۵ اس وقت کربلا سے کتنا دور تھا

کیا وہ قابل دشنام ہے۔ کیا یہ سچ ہے۔ کہ وہ فاسق و فاجر تھا؟

جواب۔ واقعہ کربلا کی تمام تر ذمہ داری یزید پر عائد ہوتی ہے۔ وہ اگرچہ اس واقعہ کے

وقت تک ہمارے کربلا سے بہت دور تھا۔ مگر حقیقت میں وہ اسی دور نزدیک تھا۔ کیونکہ

کوئی کام اس کی رائے کے بغیر نہیں ہو سکتا تھا۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے عظیم

شخصیت پر ہاتھ ڈالنا کسی فوجی افسر یا کسی صوبہ کے گورنر کا ذاتی فعل نہیں ہو سکتا

ہم اس موقع پر اہل سنت کی مشہور و معروف درسی کتاب شرح عقائد نسفیہ کی ایک

جہاد پر پیش کرتے ہیں جو سوال مذکور کے ہر ایک جز کا شافی جواب ہوگی۔ دیکھو کتاب

مذکورہ مطبوعہ دیوبند۔ ص ۱۱۳۔

والحق ان رضایہ لقتل الحسین واستیشارہ ہذا لک وایمانہ الی بیعت النبی علیہ السلام ما

تواثر مناء وان کا خلاصہ احاد افصح لا توقف فی شانہ بل فی ایمانہ لفتۃ اللہ علیہ علی النصار

وہو انہ سدر ترجمہ اور جی بات یہ ہے کہ امام حسینؑ کے قتل پر یزید کا راضی ہونا اور پھر

اس بد خوشی کا ظاہر کرنا اور نبیؐ کے گھرانے کو برا کرنا اگرچہ غلطوں کے اعتبار و اعتبار احاد میں

مگر معنی کے رو سے متواتر ہیں پس میں اس کے بے ایمان ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے

اس لیے ہم کہتے ہیں کہ خدا کی لعنت ہو یزید پر اور اس کے اہل و کسرتے و اولاد پر چاہتا ہوں

مشورہ سے کریں اور چاہے اسلحہ سے اس کی اہل و کریں۔

(نوٹ) شرح عقائد کی مذکورہ بالا عبارت میں غور کرو۔ اس میں صریح منکر صحت الفیہ الی قلت

(یعنی حاشیہ صفحہ ۱۶) کے باقی اور صدر میں ہے۔ مگر زندگی کے آخری چند سال اپنے سرگودھا شہر

میں گزارے وہاں ایک عظیم الشان مسجد جامع مسجد خاندق اعظم آباد ایک مدرسہ و مطبوعہ خاندق اعظم

قائم فرمایا مگر آپ تصور فرمائیے صبر و صبر میں حیات رہے۔ بلا تفریق و تفریق فرمایا اور اپنے آبائی

کاٹن اجنڈہ منع سرگودھا میں مدفون ہوئے۔ ۱۰۰۰ شیعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہجرت ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے اس بد بخت نے ایسے کام کیے جو فرنگی کافروں نے بھی نہیں کئے بعض علماء اہل سنت نے (مثلاً امام غزالی وغیرہ) جو اس پر لعنت کرنے میں توقف کیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اس کو پسند کرتے ہیں اور اس سے راضی ہیں۔ بلکہ بعض اس احتمال پر کہ شاید اس نے آخر وقت میں توبہ کر لی ہو اس بنا پر لعنت نہیں کرتے۔

(۱۳) شیخ الاسلام حضرت علامہ حسین احمد صاحب علیہ تہدیس سرمد (م ۱۳۵۵ھ) فرماتے ہیں۔ علامہ کلام یہ کہ مروجین میں سے ان لوگوں کا قول کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ حیات میں یزید بن ابی سفیان بالغسق تھا اور ان کو اس کی خبر تھی اور پھر انہوں نے ناز و کیا ہے بالکل غلط ہے۔ ہاں ہو سکتا ہے کہ اس وقت میں خفیہ طور پر فسق و فجور میں مبتلا ہو مگر ان کو اس کے فسق و فجور کی اطلاع نہ ہو۔ ان کی وفات کے بعد وہ کھیل کھیلا اور جو کچھ نہ ہو نا چاہیے تھا کر بیٹھا۔ مکتوبات شیخ الاسلام جس ۲۶۶ ص ۲۶۶ نمبر مطبوعہ لاہور شائع کردہ مولانا سید حامد میں صاحب۔ جامعہ مدنیہ لاہور۔

(۱۵) امام اہل سنت مولانا عبد الشکور صاحب غار قی لکھنؤی رحمہ اللہ (م ۱۳۸۷ھ) جو اپنے وقت کے بہت بڑے محقق تھے اور ان کی تحقیقات خصوصاً تکنیکی نثری مسائل میں ان کا بڑا بڑا ہنر تھا فرمایا اور امام القلیب حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نے تو ان کو امام وقت قرار دیا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں۔ حضرت علیؑ کے فرزند حضرت حسینؑ کا واقعہ کربلا حق لینے کے لئے کافی ہے۔ کہ ایک فاسق کے ہاتھ پر سمیت نہ کی اور اپنی ہاتھوں کے سامنے تمام خاندان کٹوا دیا۔ ہوا لا کر حضرت علیؑ کی مقدس تعلیمات جس ۲۳ (۱۶) امام اہل بدین قطب الاقطاب حضرت سید احمد شہید قدس سرہ (۱۲۴۶ھ) فرماتے ہیں۔ (حضرت حسینؑ) یزید کے ساتھ جنگ کرنے کا باعث اس سے ناجائز امور کے صلہ ہونے کے سوا اور کوئی نہ تھا اور جب یہ آدمی ناجائز کام کا مرتکب ہوا اور اس پر

احمد لکھا اور کام کو خیر اور جانا تو حضرت ہمام رضی اللہ عنہ کی جانب سے دھمکارنے کے
 واقعہ پر یوگی اور آپ کے دشمنوں کے متابعت کنندوں میں داخل ہو گیا۔ چراگہ مستقیم اردو
 ص ۱۰۴۔ مطبوعہ کراچی۔ (مراگہ مستقیم حضرت سید صاحبؒ کے ان علوم کا ذخیرہ ہے جو حضرت
 شاہ محمد اسماعیل شہید اور حضرت مولانا عبدالحی صاحبان تدریس سرسوانے جمع کیا تھا۔ حضرت
 شاہ صاحبؒ نے ان علوم کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ مدون کر کے کتابی شکل میں
 ضبط فرمایا تھا۔ علوم غفرانہ)

(۱۷) امامانِ اہلِ حقین شیخ احمد شہین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب حضرت سہارنپوری شریفی
 قدس سرہ (۱۲۴۶ھ) تحریر فرماتے ہیں: جناب امام (حسین)ؒ پر یہ کہو جو جس کے نفس کیا کفر
 کے علاوہ اختلافات ائمہ دین لائقِ ممانعت ہی نہیں سمجھتے تھے۔ علامہ ابو بطرقہ المکرہ
 علیٰ مرآۃ الامامہ ص ۲۸۵۔ مطبوعہ جدید لاہور۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو اکابر دین پرست سے وابستہ کہتے ہیں ان کو سوچنا
 چاہیے کہ یہ کہو کو اکابر نے کیا کہا ہے۔ ہم نے بطور نمونہ کے چند اکابر کی کتابوں سے چند
 حوالہ جات نقل کر دیے ہیں۔ ورنہ تقریباً تمام محققین اکابر کے اسی ہی بات مسلم ہے
 کہ یہ یہ فاسق و فاجر تھا اس کو خلیفہ عاقل کہنا یا صالح سلطان کہنا صحیح نہیں ہے۔
 اگر اس کے متعلق زیادہ تفصیل درکار ہو تو ”شہید کر بلا اور یزید“ معنفہ حکیم الاسلام حضرت
 مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند اور ”شہید کر بلا“ معنفہ مفتی اعظم
 پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ۔ ملاحظہ فرمائیں۔

نوٹ: ۱۔ حضرت یحییٰ بن زکریاؑ کے آخر تک اپنے بیٹے یحییٰ بن زکریاؑ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین
 صاحب مدظلہم اور اپنے استاد معظم حضرت مولانا مفتی جلیل احمد صاحب تھانوی مدظلہم
 کو سنا بارہا ان دونوں حضرات نے بعد تاخیر چند کلمات بھی تحریر فرمائے جو کہ ابتدائے سفر کی
 ہیں یہ یہ قادیانہ کہہ دیئے گئے ہیں۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

کتبہ خادم ابی سنہ الاحقر شیعہ محمد علوی مقرر
 مدرسہ خادم ابی سنہ تعلیم القرآن کم آباد دعوت رز۔ لاہور جلدی مثال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ الکتاب

از قلم فیضِ رقم

قائدِ اہل سنت الحاج حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحبِ مکتبہ کتب
بانی و مرکزی امیر تحریک خدامِ اہل سنت پاکستان

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله سيدنا محمد

وآلہٖ الطيبين الطاهرين وعلى خلقه الطاهرين الميامين وعلیہ

السلام والصلوة والسلام

اما بعد۔ جو کلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحبِ نافورتی بانی دارالعلوم دیوبند،
قدس سرہ و متوفی ۴ جمادی الثانی ۱۴۰۷ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۸۶ء کے مکتوبات مبارکہ
کا ایک مجموعہ بنام قاسم العلوم پاکستان میں شائع ہوا ہے جس میں گیا رکھنا تیب میں۔ ان میں ایک
مکتوب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے اثبات میں ہے۔ اس وقت پاکستان
میں یہ بدعت و خرافیت کی ایک مستقل تحریک چل رہی ہے جس کی بانی اور حاضرین محرمہ اور
صاحبِ عباسی مصنف کتاب اختلاف معاویہ و یزید اور تحقیق مزید وغیرہ میں عباسی
پارٹی اور اس کے مصنفین تحریروں و تقریر کے ذریعہ یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ حضرت علی
رضی اللہ عنہ بڑے نام غلط تھے اور ان کی کائنات غلط تھی۔ یہ لوگ حضرت امام حسین
رضی اللہ عنہ پر بھی غور و بناء کا الزام لگاتے ہیں اور ان کو طالبِ علم و دانش قرار

دیتے ہیں انہوں نے جو کچھ یزید کے عادل و صالح، پاکیزہ و متقی اور لطیفہ داشتہ قرار دیتے ہیں اور اس یزید عثمانی میں بہت زیادہ سرگرم ہیں۔ یزیدیت اور خارجیت کی یہ تحریک اس لئے بھی خطرناک ہے کہ یہ لوگ سختی اور دیوبندی ہیں کہ کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ عباسی ہائیک کے ایک مصنف مولوی عظیم الدین دکر لکھی، اپنی کتاب ”حیات میدنا یزید“ میں عباسی صاحب کے متفق لکھتے ہیں شیخ الاسلام امام اہل سنت علامہ محمد عبد عباسی رحمۃ اللہ علیہ (ص ۱۲۱) یازد انجمن محبتیں صحابہؓ اور مجلس حضرت عثمان غنیؓ و غیرہ مناسبت تعلیموں کی شکل میں کام کر رہا ہے جس کی وجہ سے نواخت لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدت مند ہیں اور مخالفین کے حملوں کا دفاع کرتے ہیں۔ اس غلط فہمی کی وجہ سے بعض دیوبندی سبک کے تعلیم یافتہ افراد بھی اس فتنہ کا شکار ہو رہے ہیں اور چونکہ پاکستان میں دفاع کی طرف سے بھی بہت زیادہ اشتغال انگیزی پائی جاتی ہے خصوصاً محرم اور چلم کے ایام میں تو گویا سارا ملک ماتم کوہ بن جاتا ہے۔ اتنی مجالس کے علاوہ قادی جگہوں کا بھی پھیلاؤ ہے۔ فتنہ و منہت کے نام پر بھی ہسٹل آئی جگہوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق صاحب چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر پاکستان کی طرف سے صحابہ آرڈیننس کے نفاذ کے باوجود بھی احادیث صحابہؓ پر بازی سے باز نہیں آتے۔ جس کے سبب حمل میں سختی مسلمان ہر اس تحریک و مجلس سے تعاون کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس کا عزائم درج و تحفظ ناموس صحابہؓ ہو اور رضی اللہ عنہم اجمعین۔

بیشک حضور فاطمہؓ انہیں رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نام جماعت صحابہؓ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی امت کے ماہرین ایک واحد واسطہ ہے حسب ارشاد نبویؐ مَنْ أَخَذَهُ فِجْجُو

اَحَبُّكُمْ وَتَنْ اَبْنُكُمْ عَلٰی اَبْنِكُمْ وَرَضِمْ مِیْرَہ اصحاب کے ساتھ محبت رکھے گا وہ میری ہی محبت کی وجہ سے ان سے محبت رکھے گا۔ اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ میرے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے ہی ان سے بغض رکھے گا، اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا ایمان کی اور ہی سے بغض رکھنا نفاق کی علامت ہے لیکن جس طرح حبیان بیت کی آڑ میں بغض صحابہ مذموم ہے اس طرح حب صحابی کی آڑ میں بغض اہل بیت بھی مذموم ہے۔ مسک اہل سنت و الجماعت ایک معتدل مسک ہے جس میں انفرادی تفریہ نہیں پائی جاتی۔ رسول خدا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں خلفائے راشدین، تمام صحابہ کرام، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام انواع مطہرات جو حسبہ انشاؤ خداوندی و ازواجہ اعمامہ تمام مومنین اور مومنات کی مرضی باتیں ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ہیں اور حضور کے از روئے حدیث اہل بیت حضرت علی المرتضیٰ حضرت فاطمہ الزہراء حضرت حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم ہیں۔ اسی سبب سے محبت کرنا ایمان ہے اور بغض رکھنا نفاق ہے۔ لہذا جو لوگ حب صحابہ کرام کا عنوان قائم کر کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت حضرت علی المرتضیٰ حضرت فاطمہ الزہراء، امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم کی صحیح شریعت کو گناہتے ہیں وہ بھی حراط مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں۔ ان میں اور رافضی میں مقصد اور نتیجہ کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے۔ اگر یہ لوگ اہل سنت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو یہ ان کا نتیجہ ہے۔

حضرت علی کی قربین | محمد و احمد عباسی حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ دشمن دین اور کفار سے تیغ آنا لے کہنے کے بہانے طلب وصول خلافت کی غرض سے سکھایا تھا لیکن حق اس کے بعد اپنی تائید میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب ازلمۃ الخلفاء کی ایک عبارت سے غلط استدلال کرتے ہوئے اپنے دھوکا کھانے کی تائید مزید میں ایک غیر مسلم

مشرق کی عمارت پیش کرنے ہوئے تھے مگر :- شاہ صاحب کے اس خیال کا ناپید
ایک آزاد نگار مشرق کے بیان سے ہوا ہے ۔ دے خون نے اپنے مفاد بنوئی تھا
میں یہ کہتے ہوئے کہ :- ہوائی کے ہر غیر نے (حضرت علیؑ) کو زہم خلافت اٹھانے لے
لیسے کے لئے بلایا اور ظلم و ذہیر کو ان کی بیعت کیے مجبور کیا ۔ کہا ہے کہ :- حقیقت
نفس امیر ہے کہ حضرت علیؑ کو (خلفہ شیعہ) ، ہاشمی کا استحقاق و اقتضا حاصل
نہ تھا ۔ علاوہ انہی یہ بھی واضح ہے کہ تقدس و پارستانی کا جذبہ قرآن کے احکامات
میں کا مفر نہ تھا بلکہ اصولی اعتبار اور حب جاہ کی تدبیر تھا ۔ اس لئے معاملہ فہم لوگوں
نے اگرچہ وہ حضرت عثمانؓ کے مددگار کی خدمت کرتے تھے ۔ حضرت علیؑ کو
ان کا جانشین تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا ۔ اسی لیے پڑیا برٹانیکا گیارہاں ایٹن
جدد (۱۱) و خلافت معاویہ و یزید میں چہلم سٹ ایک غیر مسلم (کافر) تو یہ کہہ سکتا ہے
کہ حضرت علیؑ میں تقدس و پارستانی کا جذبہ نہ تھا وغیرہ لیکن ایک مسلمان یہ سب بات
نہیں کہہ سکتا ۔ کیونکہ حضرت علیؑ المدنی رضی اللہ عنہ از روئے قرآن و حدیث قطعی جنتی
ہیں ۔ وہ قرآن کے سرحودہ خلیفہ راشد ہیں ۔ بیعت رضوان میں شامل ہیں جن سے اللہ تعالیٰ
نے قرآن میں اپنے راہی ہونے کا اعلان فرمایا ہے ۔ اس لیے فیصلہ کرنا غریب کا کام ہے
کہ عوامی صاحب نے پختہ معرفت کی آئندہ میں ایک غیر مسلم کی مندرجہ بالا عبارت نقل کر کے
کونسا راستہ اختیار کیا ہے ۔

(۱۲) حضرت علیؑ کو بہت تنقید ہونے لگی تھی عا د عجمی کا اظہار ان الفاظ میں
کرتے ہیں :-

حضرت علیؑ کا دینہ چھڑ کر کوفہ میں سکونت اختیار کرنا بھی اہل حبشہ سے
دل برداشتہ ہونے کی وجہ سے نہ تھا بلکہ اپنی سیاسی مصلحتوں کی بنا پر تھا اور
جیتے جی مدینہ میں قدم نہ کھانچا اہل یان عرب سے دل برداشتہ ہونے کی بنا پر نہ تھا ۔

شاہد ان کے بغیر نے اجازت نہ دی کہ جب یہ تین بڑے ناک حالات ان کی سیاسی منزلہ کے قیومی پیش آپکے ہولناکی یعنی خلیفہ کے قتل کو جس کی ہیئت میں وہ داخل تھے نہ رکھنا (۲) قتل کے بعد ان کے خون کا قصاص نہ لینا اور (۳) سب سے بڑا کہ اپنا ہاں ام المومنین سے جو قاتلین سے قصاص لینے گئی تھیں برسرِ پکار ہرنا اور ان مبارک کی سادکشی سے جو ان کی فرج میں شامل ہو کر گئے تھے اور ان کی امانت کے موجب اور اذیت جسمانی پہنچ جانے کے باعث ہونے تھے ان کو بدستور اپنا مشیر نہ رکھنا اور حالات میں وہ رشتہ ام المومنین علیہ السلام کی آراگاہ کے سامنے کیسے حاضر ہو سکتے تھے خصوصاً آپ کی محبوب ترین رفیقہ حیات کے ساتھ۔ سطرِ داخل کے بعد تحقیق مزید یہاں بطور نمونہ یہاں صرف دو عبارتیں درج کی ہیں جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عباک صاحب کے ولی میں کیا ہے۔ اور یہ حسبِ اُم المومنین کی آڑ میں سنت ہے یا سبائیت و خاریت۔ ان کی مزید تفصیل اسی شارح اللہ میری زیرِ تاہفت کتاب ”خارجی فتنہ“ میں آئے گی۔

امام حسینؑ کی توہین | اہل سنت و الجماعت کے عقیدہ میں حسبِ ارشاد نبوی (حضرت حسنؑ و نور) حضرت حسینؑ رضی اللہ عنہما جنت کے جہانوں کے سردار ہیں۔ لیکن محمود احمد صاحب عباسیؒ ان کو بھی جاہ و اقتدار کا طالب سمجھتے ہیں اور ان پر بھی ایک غیر مسلم مورخ کی عبارت کی آڑ میں تنقیدی نشرِ چاپ ہوتے دیکھتے ہیں۔ آزاد اور بے لاگ مورخین نے حضرت حسینؑ کے واقعہ خروج کے سلسلے میں اسی بات کو بیان کیا ہے۔ مشہور مورخ و درزی کا ایک فقرہ اسی بارے میں قابلِ ملاحظہ وہ لکھتا ہے۔ کہ اخلاف میں آنے والی نسلیں کا عملاً یہ شعار رہا ہے کہ وہ ناکام مدحیل کی ناکالی پر جذبات سے مندوب ہر جاتے ہیں اور

اوقات انصاف اور فحی اس اور اپنے غلطی کے مہلک غلطوں کو نظر انداز کر دیتے
ہیں جو ابتداء میں نہ ملکہ دی گئی ہو۔ یہی کیفیت اخلاف کی وحدت حسینؑ کے متعلق ہے
جہاں کو ایک غلطاء جرم کا کشتہ خیال کرتے ہیں۔ ایرانی مشہور تصنیف یہ تصنیف نے اس
تصویر میں تعدد و خالی بھرے اور حضرت حسینؑ کو بہانے ایک معمولی قسمت اُزمان کے
جو ایک انوکھی فزکش و غلطائے ذہنی اور قریب قریب غیر معمولی حبیبہ جاو کے کارن
ہکات کی جانب تیز گامی سے رماں دواں ہوں، اعلیٰ اللہ کے رُوح پر پیش کیا ہے۔
ان کے ہم حصول میں اکثر دہشترا نہیں ایک دوسری نظر سے دیکھتے تھے اور انہیں
جہد شکنی اور بناوٹ کا تصور دارخیال کرتے تھے ماس لفظ انہوں نے حضرت
معاویہؓ کی زندگی میں یزید کی ولی عہدی کی بیعت کی تھی اور اپنے حق اور عوسے
خلاف کو ثابت ذکر کئے تھے۔ (صفحہ ۱۷۹ تاریخ مسلمانان سپہی مؤلفہ دوزی مترجمہ
فرانسس گرین سٹوکس مطبوعہ لندن ۱۹۱۲ء) اخلاف معاویہ و یزید طبع چہاد میں
یہاں اس بحث کی گنجائش نہیں کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے اس اقدام کی کیا
لومیت تھی صرف اس مقصد کے تحت برآمد دوزی عباسی کی عبارت پیش کی ہے، اگر
عباسی صاحب حضرت حسینؑ کے متعلق کیا نظریہ رکھتے ہیں اور وہ حضرت امام حسینؑ کو ایک
غلام پرست طالب دہانتے حق مہملی مانتے ہیں یا جہاد پسند اور نفس پرست انسان۔

حضرت علی المرتضیٰؑ جہاں سنت و الجماعت کے عقیدوں میں

یزید اور عباسی

چوتھے خلیفہ راشد ہیں اور امام حسین رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوبؑ فاسے اور فیض یافتہ صحابی اور جنتی شخصیت ہیں۔ ان دنوں
کے متعلق عباسی صاحب کا نظریہ ان کی مندرجہ بالا عبارتوں سے پیش کر دیا ہے۔ اب ان
کی وہ عبارتیں ملاحظہ فرمائیے جہاں میں انہوں نے یزید بن معاویہؓ کے متعلق اپنی محبت و
عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ صفائی محمود کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

فضل، تقویٰ و پرہیزگاری یا تہی صوم و صلاۃ کے ساتھ امیر یزید حد درجہ کویہ انفس،
 عظیم العین، سنجیدہ و متین تھے۔ ایک یسائی رومی مؤرخ نے ان کی سیرت کے بارے میں
 ان کے ہم عصر کا بیان ان الفاظ میں لکھا ہے :- ”وہ (یعنی امیر یزید) حد درجہ عظیم و کرم
 سنجیدہ و متین۔ غرور و خود بینی سے مبرا۔ اپنی نبردست رعایا کے محبوب، ترک و
 اعتنا میں شاہی سے متنظر تھے۔ عام شہریوں کی طرح سادہ معاشرت سے زندگی بسر
 کرنے والے اور جذبہ تھے۔“ (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام، ص ۱۱۱)

علامہ ابن کثیر نے ان کے خصال کے بارے میں اسی قسم کے الفاظ تحریر کئے ہیں
 لکھتے ہیں :- ”وقد کان یزید فید خصال محمودۃ من الکرم والحلم والفضاحت
 والشعر والشیعاعۃ وحسن التواقی فی الملک وکان ذاجل حسن الماشورۃ
 ۲۲۰ ج ۸ - البدایۃ والنتایہ و تاریخ الاسلام، ص ۴۴ ج ۲،
 ترجمہ) اور یزید کی رات میں قلابی ستائش صفات عظم و کرم - نصاحت و شعر و کرم
 اور شجاعت و بہادری کی تھیں۔ نیز معاملات حکومت میں عمدہ رائے رکھتے تھے اور
 وہ خوبصورت اور خوش سیرت تھے۔“ خلافت معاویہؓ پر یہ ”متا

اس کے بعد حافظ ابن کثیرؒ نے جو لکھا ہے ”عصبہ قول ہے :-“ وکان فیدہ
 ایضا اقبل علی الشغوات وتوف بعض المصلحت فی بعض الاوقات واما متھا
 فی غایب الاوقات“ (ترجمہ) اور اس میں یہ بھی ماذہبیں تھیں مشہور قول کی طرف
 اس کچھ سیون تھا۔ اور بعض اوقات میں بعض مائزیں چھوڑ دیتا تھا۔ اور اکثر اوقات
 میں وہ مائزوں کو قوت کر دیتا تھا۔“

چونکہ عمدہ عبادت سے یزید کا فسق ثابت ہوا تھا اس لئے عباسی صاحب نے
 یہ عبادت نہیں کئی مائزہ رکھل ہوئی خیانت ہے۔ جبہ حافظ ابن کثیرؒ نے یزید کے
 بارے میں لکھا مفسود تھا تو ان کی اس بات پر بڑی جہالت ورج کرنا لازم تھا کہ

ناظرین کماں کی رلنے صحیح طور پر معلوم ہو جائے۔ اس سے عباسی صاحب کی تحقیق و
 دیانت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جب اس حرکت پر گرفت ہوئی تو مدرسے
 ایڈیشن میں بھی وہ حذف شدہ عبارت نہیں لکھی، بلکہ حاشیہ میں یہ نوٹ دیا کہ:-
 "اس عبارت کے بعد ہی غلط ایضائے کے ساتھ جو الفاظ مدح ہیں وہ اس لئے
 حذف کر دیئے گئے کہ جن بزرگوں کو امیرِ نزیہ کے حالات سے ذوق و اقلیت تھی انہوں
 نے امیرِ مروت کی پابندی نماند اور اتباعِ سنت کا حال بیان کیا ہے مثلاً بڑے حسین
 محمد بن الحنفیہ وغیرہم نے جو دوسری جگہ درج ہے۔ نیز اس موقع پر ان کی کریم نفسی
 کا ذکر کیا گیا ہے کہ (خلاتِ معانیہ و یزید متا) یہ بزرگناہ و ترانہ گناہ ہے۔
 اعتراضِ قدیم ہے کہ اگر یزید کے بارے میں ایسی کثیر کی تاریخ کا صحیح اظہار مقصود تھا، تو
 پھر یہ تدبیر صحیح ہے جو عباسی صاحب نے اختیار کی ہے۔ اسے کہتے ہیں میٹھا میٹھا
 اور گڑبہ کرنا۔ (۷۲) نیز لکھتے ہیں:- امیرِ نزیہ کو حکومت و سپاس اس میں ہی حشر
 خدقِ انعم کی پیروی کا اہتمام نہ تھا بلکہ عزتِ معاشرت میں بھی ان کی پیروی کرتے و زندگی
 یزید کا رفقِ انعم کی پیروی میں | صدرِ بہ سادہ تھا۔ عام باشندوں کی طرح ان کا
 لباس سادہ ہوتا۔ حکومت کے لطرائق و تزکی مشابہی سے سنت متستر تھے۔ لاکھوں
 دیوہر و کائنات و عطایا کا در رسول کو دیا دل سے دیتے، انکو اپنی ذات پر مسکرا کر دیکھتے
 زاد و عمارت کی پائس میں شریک ہوتے حضرت ابو الذرؓ جیسے زاہدِ مہمانی سے
 بہت مانوس تھے۔ امیرِ نزیہ کے ہم جنس زاد و عمارت است تھے۔ علم و فضل و تقویٰ ملک
 و مشیہ ایان علم تھے الخ (ایضاً طبع چہارم ص ۱۱۱)

مدرسہ عبارت کے قرائت پر بہت کچھ یزید بڑا عابد و نادر تھا
 کردارِ یزید کا دوسرا پہلو | حضرت ابو ذرؓ جیسے صحابی سے فیض حاصل کرتا تھا
 حضرت ابو الذرؓ نے صحیح عثمانی کی خلافت میں وفات پائی ہے اور یزید کی پیدائش بھی
 صحیح عثمانی کے دورِ خلافت میں ہوئی ہے۔ لہذا حاتم بزرگ نے کس عمر میں یہ صحابی

حاصل کی میں سبکدوش کیا۔ نہ جی فتنہ میں آئے گی، یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ بڑی تو مبارک و نازدکی نبیؐ کے فیضان سے عالم و زماں میں کیا نکلا۔ کیا حضرت سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی حضور رحمت عالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش و صحبت اور دعوت و برکات سے کچھ حصہ ملا تھا یا نہیں؟ مسرور غفلت و حیرت کہ اس پر ہر انسانیت

اس کو دیکھ کر بڑی کادوسر دانش پہلے علمائے صحابہؓ کی عبارت سے مدد فرمائیں۔ لا انا سبکو پیدا آنا، اسلام کے لاف و لغو رکھنا ہیں اور حقیقت ہے کہ چرچہ نے اپنے والد صحابہؓ کی پالیسی و طرح کار کے بہ ستور جاری رکھنے کی کوشش کی اور ان کے باقی ماندہ رہائے کار کو قائم و برقرار رکھا تھا۔ وہ خود شاہنشاہ موصی کا ذوق رکھتا تھا۔ اہل ہنر اور شعرا کو قدر دان اور وہب اور آرت کا مال اور سرپرست تھا۔ خلافت صحابہؓ و بڑی ۱۵، وہ یہ بات بھی صریح ہے کہ بڑی شکار کے شوقین تھے مگر وہ امن پسند و صلح جو اور فیاض اور فروغ دل شہزادہ تھے۔ (ملاحظہ فرمائیے) انا سبکو پیدا کرنا دیکھا گیا، ہوں اب ایسے ذوالبطن ۱۵

(۲) علمی و ادبی نگہتے میں اس میں شک نہیں کہ امیرِ پیادہ ہنسے شکاری اور شہر و دست شاسور تھے۔ پراڈیسریشی نے، امام میں چلا کر شکاری انہیں کہا ہے

(THE FIRST GUN HUNTER IN ISLAM)

بڑی کا چیتہ کو سنا [اور سنا ہے ہی سنے شخص میں تیرا ایک چیتہ کو سنا تھا کہ گھونٹ کے ہنر کے کچلے حصہ پر ہنر کا کہ سورج الخنزیر نے بھی لکھا ہے کہ بڑی شکار کے ہنسے شوقین تھے۔ (حدیث ۱۲) مگر شکار شوقین ہوتا اور شکاری چیتے پان تو موزع نہیں، تو ان میں میں شکاری جو چاہوں اور پرزوں کے ذریعہ شکار کھینے کے احکام میں خدا نے جب شکار حلال کیا اسے حرام کون کہہ سکتا ہے اور امرِ مباح کے مانع کون کہہ سکتا ہے کہ جاسکتا ہے۔ (غنیٰ مزید صفحہ ۱۵) شکار کے مباح ہونے کا یہ قطعہ تو

نہیں کہ فیلفذ وقت شکار ہی کھیلتا رہے اور چیتا سحرانے اور اس کے کرتب دیکھنے اور دکھانے میں پیش و برستی کی زندگی گزارے۔ کیا غلط تھے بادشاہین نے بھی شکار کے صبار ہونے کی وجہ سے اس قسم کے مظاہرے کئے تھے۔ عبرت عبرت۔ عبرت۔

میرزاہی "مضت نراہی" عباسی صاحب لکھتے ہیں۔
یزید کے حرم میں مغنیہ | مضت نراہی کی یہ کیفیت تھی کہ ذاتی مسالمت

میں بھی امیر یزید دامن انصاف کو ہاتھ بکھڑ جانے دیتے۔ ابن کثیرؒ نے سلام نامی ایک کنیز کا واقعہ بیان کیا ہے جو مدینہ منورہ کی رہنے والی حسن و جمال میں یکساں اور جوہر و صفت معروف تھی۔ قرآن شریف میں بھی قرأت سے مسناتی، شاعر اور مغنیہ تھی۔ حضرت حسان بن ثابتؓ کے فرزند عبدالرحمنؓ نے جو خود بھی شاعر تھے اور جن کا ذکر ایک فقرہ میں اوپر گزرا چکا۔ اس کنیز کی امیر یزید سے بہت کچھ شاد و صفت کے اس کی خریداری پر غضب کیا۔ کنیز کے آقا سے خریداری کا معاملہ طے کر لیا گیا۔ کنیز کو مدینہ سے دمشق آکر داخل حرم کی گئی اور دوسری کنیزوں پر اسے فوقیت حاصل ہو گئی۔ لیکن جب یہ راز افشا ہوا کہ یہ کنیز اور مدینہ منورہ کا ایک اور شاہراہی بن محمد ایک دوسرے کے دام میں گرفتار ہیں۔ امیر یزید نے احوں کو جو دمشق میں موجود تھا نیز سلام کو موابجہ میں طلب کیے تصدیق کی۔ ان دونوں نے لی الہدیہ اشعار میں اقرار محبت کیا سلام نے کہا کہ شدید محبت مثل مدح کے میرے رنگ دینے میں مزاجیت کئے ہوئے ہے تو کیا اب مدح اور جسم میں مفارقت ہو سکے گی۔ امیر یزید نے یہ حال دیکھ کر سلام کو احوں کے حاملہ کرتے ہوئے فرمایا۔ اسے احوں اب یہ سلام تہادی ہے تم اسے لے

پھر اسے اچھا انعام عطا کیا۔ والہابیہ والہابیہ جلد ۸ ص ۲۳۹

عباسی صاحب نے یہاں جتنا واقعہ سلام و مغنیہ یعنی گالے بجانے والی کا لکھا اس سے بھی یزید کے ذہن و فطرت پر کمال روشن ہے لیکن ابھی کنیز کی درسیان کی

عبادت عباسی صاحب نے مذمت کر دی ہے جس سے یزید کا حب جسم نہ بد و نفرتی ثابت ہوتے ہیں۔ چنانچہ ابن کثیر لکھتے ہیں:-

وكان عبد الرحمن بن حسان والاحوص يحسان عليهما السلام
 اور احموص دونوں سلاسل (یعنی سلاسل) کے پاس بیٹھے تھے، لیکن سلاسل کا اصل تعلق احموص
 کے ساتھ ہو گیا تھا اس لئے عبدالرحمن نے رقابت کی وجہ سے یزید کو سلاسل کی خریداری کی
 ترمغیب دی تھی۔ احموص کو جب اس کا علم ہوا تو وہ یزید کے پاس جا کر بھرا۔ یزید نے
 بھی اس کا اکرام کیا۔ سلاسل نے ایک خادم کو لالچ دے کر احموص کے اس کے پاس لے
 کے لئے بھیجا۔ یزید کو خادم نے اس امر کی اطلاع کر دی تو یزید نے خادم سے کہا کہ
 تم احموص کو سلاسل کا پیغام پہنچا دو۔ چنانچہ احموص سلاسل کے بلانے پر اس کے اگیل سدری
 بات سمیٹ کر وہ دونوں ایک کمرے میں لکھے رہے۔ اور یزید سدری رات ان کو گھسی
 کر دیکھتا رہا۔ ابدایہ والہا یہ کے الفاظ یہ ہیں :- وجنس یزید فی مکان یناھما
 ولا یبدانہ (اور یزید ایسی جگہ بیٹھا جہاں سے وہ ان کو دیکھتا تھا لیکن وہ دونوں
 اس کو نہیں دیکھتے تھے) جسے حب احموص سلاسل کے ان سے نکلا تو خلیفہ (یزید) متا
 نے اس کو پکڑ لیا۔ پھر سلاسل کو لکایا تو دونوں نے اپنے عشق کا اقرار کر لیا اور سلاسل
 نے وہ شعر پڑھا جس کا ترجمہ خود عباسی صاحب نے بھی لکھ دیا ہے۔

عباسی صاحب کی متعدد عبارات سے ثابت ہوا کہ

مقام عبرت

(۱) یزید موسیقی کا شوق رکھتا تھا (۲) اسلام میں پہلا بڑا ہنگامہ
 کا کھلاڑی تھا اور اسی سلسلہ میں جیٹا بھی سدھایا تھا (۳) مفتیہ (مکھنہ بجانے
 والی عورتوں کو اپنے حرم میں رکھتا تھا۔ (۴) سلاسل مفتیہ لپنے اور سات و کلمات کی
 وجہ سے سب پر قریضہ لگتی تھی۔ (۵) سلاسل کے دو عاشق تھے جن میں احموص ایک
 ہو گیا تھا (۶) یزید نے خادم کو عبادت دے دی کہ وہ احموص کو سلاسل کے پاس لے

آئے وہاں سلاور اور احوں ساری رات اگتے رہے (۸) خلیفہ صاحب بھی سحری تک ساری رات غشتبازی کا مظاہرہ دیکھتے رہے (۹) جب صبح دوڑنے لگے، شفقہ کا اقرار کر لیا تو امیر المومنین نے انتہائی منصف مزاجی کے تحت سلاور کو احوں کے حوالے کر دیا اور اس کو انعام و اکرام سے نوازا۔

اب کوئی منصف مزاج صاحب بھی بتائیں نہ کیا ہی کروا رہے ہیں علول و مصالح اور خلیفہ راشد کا ہر ایک ہے۔ کیا منصب خلافت کے یہی تقاضے ہونے چاہئیں؟ معذرتہ زید و تقویٰ کا یہی اعلیٰ مرتبہ ہے۔ ساری رات اس قسم کا نظارہ دیکھنا کیا یہ بھی خلیفہ صاحب کی نقل عبادت میں شامل ہے۔ کیا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا یہی نمونہ تھا جس کے متعلق عباسی صاحب لکھ رہے ہیں کہ:- امیر یزید کو حکومت و سپاس امور میں ہی حضرت فاروق اعظم کی پیروی کا اہتمام نہ تھا بلکہ طرز معاشرت میں بھی ان کی پیروی کرتے۔ زندگی حد و حد سادہ تھی نہ کیا دوسرے حضرات صحابہؓ سے یزید کو یہی فیضان حاصل ہوا تھا جس کا ڈھنڈا عباسی صاحب پرٹ رہے ہیں۔ اگر نہ کوہ کروار و لے خلیفہ کو اکابر اہل سنت والجماعت نے فاسق قرار دیا ہے نہ بتائیں ان کا کیا جرم ہے۔ ایسے شخص کو عادل و صالح اور راشد خلیفہ کہنا جرم ہے یا فاسق قرار دینا۔ عبرت، عبرت، عبرت۔

مولانا محمد بخش صاحب مسند طبری سابق شیخ الحدیث
مسند طبری بحق عباسی عددہ العلماء مکتبہ (حال جامعا سیدہ بنوری ٹاؤن)

کہا ہے، بھی یزید کے حامی ہیں۔ چنانچہ اپنے ایک رسالہ بنام قاضی منہر حسین صاحب دیکھو! کے اعتراضات کا جواب شافی مثلاً پر لکھتے ہیں:-

میری رائے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے جلیل القدر مجاہد اور یزید کے

۱۔ اگواہ حضرت محمد بن حنفیہؓ کی تحقیق کے میں مطابق ہے کہ:- یزید ایک

صلح مسلمان تھے اور غنیف عادل بھی تھے الخ حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ: حضرت محمد بن حنفیہ
کا متصل اہلاد علامہ ابن کثیر نے اپنی تاریخ الہدایہ والہبایہ جلد ۲ ص ۲۱۸ مضمون بیروت
میں دیا ہے۔

الجواب ۱۱۰، اس کی مستحق بحث نہ رہتا بیعت کتاب "مولانا محمد اسحاق

سندھوی اور خارجی تھے۔ میں آئنگی، یہاں دریافت طلب امر یہ ہے حضرت محمد بن
حنیفہ یزید کے پاس کتنا عرصہ ٹھہرے تھے؟ (۲) حضرت محمد بن حنفیہ کے بڑے بھائی
حضرت حسین رضی اللہ عنہ جو صفحہ ۱۱۰ میں اور حسب حدیث خبری جنت کے جوانوں
کے سردار بھی تھے۔ انہوں نے یزید کی کہیں مخالفت کیوں کی تھی؟ اگر سندھوی صاحب
ان کی مخالفت کو حصول اقتدار کی خواہش پر جہن غداروں کی تو یہ بدخلق حضرت حسین کی
شرف صحابیت کے خلاف ہے۔ (۳) علامہ ابن کثیر نے حضرت محمد بن حنفیہ کا تذکرہ کمال
نقصی کتب کے باوجود یہ لکھا ہے کہ: "شہدائوں کی طرف اس کا میلان تھا اور بعض اوقات
میں میں خارجی پھوڑ دیتا تھا اور اکثر اوقات میں وہ نمازوں کو فوت کر دیتا تھا" (الہدایہ
والہبایہ جلد ۲ ص ۲۱۸) اگر یہ یہ صلح و عادل حنفیہ تھا تو اہل مدینہ نے اس کی
بیعت کو کیوں توڑا جس کی بنا پر واقعہ حرہ پیش آیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر اور
ان کے بیٹوں نے اس کی مخالفت کیوں کی جس کے نتیجہ میں آپ شہید ہو گئے (۵) مولانا
سندھوی کے مدوں محمد احمد عباسی صاحب نے الہدایہ والہبایہ سے ملوہ اور احسن
کے ساتھ کذا جس طرح ذکر کیا ہے اور زبیر کا اس بارے میں جو کردار سامنے آتا ہے،
وہ کیا کہ پیچھے عبادت پیش کی ہاں کی ہے) کیا اس کے باوجود بھی یزید کو صالح اور عادل
حنیفہ قرار دے سکتے ہیں۔

کتاب خلافت معاویہ یزید کی تائید از سندھوی | عباسی صاحب کی کتاب خلافت معاویہ
یزید پر شاخ ہوئی تو حضرت مولانا ستاری

محمد طیب صاحب ہجتم دار العلوم دیوبند نے اس کے خلاف ایک بیان دیا تھا جس کے جواب میں مولانا محمد اسماعیل صاحب سندھوی نے ”دیوبند سے ایک عجیب بیان“ کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا جو صدیقی جہد کفایت مورخہ ۱۲ نومبر ۱۹۵۴ء میں شائع ہوا جس میں انمول نے لکھا کہ ”کتاب غلوقت مساویہ ویزیدہ“ تو درودہ فکری ثابت رہی مگر شدید جذبات اس کی شاعت سے مضطرب ہیں تو جانتے تعجب نہیں ہے مگر بعض اہل سنت کا ان کی ہم نوائی کرنا حیرت انگیز ہے۔ خصوصاً ہجتم صاحب دار العلوم دیوبند کا یہ اعلان اور بھی تحیر خیز ہے کہ کتاب کے معانی میں مسلک اہل سنت و الجماعت کے خلاف اور جذبات کو جھوٹا کرنے والے ہیں میں نے کتاب اولیٰ سے آخر تک دیکھی اس کا موضوع تاریخی واقعات ہیں نہ کہ مذہبی عقائد اہل سنت و جماعت کا یہ بیان عباسی صاحب نے ”غلوقت مساویہ ویزیدہ“ طبع سوم سنہ ۱۳۵۱ھ نقل کیا ہے لیکن بھانجے نام کے یہ لکھا ہے کہ۔

دارالعلوم مجددہ کے ایک فاضل استاد نے ”دیوبند سے ایک عجیب بیان“ کے عنوان سے اہل سندھوی صاحب کے اس بیانی کی تردید کیا اور دارالعلوم دیوبند جنوری سنہ ۱۳۵۲ھ میں مولانا ابوالفضل محمد استاد مدرسہ جدید العلوم بانسواچہ وکن نے کردی تھی۔ یہاں سندھوی صاحب کے مذکورہ بیان کا ذکر اس لئے کر دیا گیا ہے کہ انہوں نے غلوقت مساویہ ویزیدہ ”اولیٰ سے آخر تک دیکھی ہے اور اس کتاب میں سلامہ احوال اور یزید کا قصہ بھی مذکور ہے۔ اس لئے میں نے حریص کر دیا ہے کہ اس قصہ کے تحت خلیفہ یزید کا کردار جو سامنے آتا ہے کیا یہ کسی صالح اور عادل خلیفہ کا کردار ہو سکتا ہے؟ اور سندھوی صاحب کا یہ لکھنا بھی بالکل غلط ہے کہ اس کتاب کا موضوع تاریخی واقعات ہیں نہ کہ مذہبی عقائد۔ کیونکہ عباسی صاحب نے اس کتاب میں بعنوان ”سبائے بارئ“ در حضرت علیؑ کی بیعت ”خلافت رضوی پر

مفصل بحث کی ہے اور اپنے مرقم کی تائید میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور علامہ ابی حنیفہؒ کی عبارتی پرشیں کی ہیں۔ کیا سند دہلوی صاحب کے نزدیک حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت کی بحث مذہبی عقائد سے کوئی تعلق نہیں رکھتی؟ حالانکہ حضرت علی المرتضیٰ کی خلافت بھی غلطی سے ثلاثہ کی طرح آیت تخلیک اور آیت استخلاف کا مصداق ہے۔ چنانچہ جواب ثانی "میں موصوف نے یہ تصریح کر دی ہے کہ یہ حضرت علیؑ کی خلافت بھی آیت استخلاف و آیت تخلیک کی مصداق ہے و نیز مولانا سند دہلوی یزید کو خلیفہ صالح مانیں یا طیفقہ راشد، وہ اپنے نظریہ میں آزاد ہیں کیونکہ وہ اہلکبار سلف کی تحقیق کو تسلیم نہیں کرتے لیکن ان کا یہ کہ کس قدر تعصب یا کچھ غیبا پرستی ہے کہ محمود احمد عباسی کی زیر بحث کتاب کا موضوع تاریخی واقعات ہیں نہ کہ مذہبی عقائد۔

اکابر اسلام اور سند دہلوی | میں نے دفعہ صحابہ میں لکھا تھا کہ مولانا موصوف

(یعنی سند دہلوی صاحب) بھی یزید کو ایک صالح علوہ عادل خلیفہ قرار دیتے ہیں جس کی وضاحت انہوں نے ایک غیر مطبوعہ کتب میں کر دی ہے۔ حالانکہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، علامہ حیدر علی ٹولٹ مشہی الکلام وغیرہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ،

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب مکی اور امام اہل سنت حضرت مولانا عبد الشکور صاحب گھنوی رجب کر امام تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاسؒ قدس سرہ نے امام وقت قرار دیا ہے، سب یہ یہ کو فاسق قرار دیتے ہیں۔ اس کے جواب میں سند دہلوی صاحب فرماتے ہیں: ان بزرگوں کے ساتھ محبت و عقیدت کو میں اپنے لئے باعث سعادت سمجھتا ہوں اور ان کی کفایت بھاری مہیتر ہونے کو باعث عزت، لیکن باوجود اس کے ان کی برائی

کی اتباع کو نہ دی نہیں سمجھتا۔ اس کے ساتھ یہ جانتا ہوں کہ یہ لوگ اپنی امت میں اور حق پسند تھے اگر تحقیق فرماتے تو وہی کہتے جو میں کہتا ہوں (جواب شلی ہلتا)۔

پہلی سند پری صاحب سے مختصر سوال یہ ہے کہ اگر بغیر تحقیق کے ان حضرات نے وجہ کی گفتش بردہ کی کو آپ باعث حرمت سمجھتے ہیں یزید کو فاسق قرار دیا ہے تو کیا ان کے علم و تقرری پر اعتماد کیا جاسکتا ہے؟ اسی مسئلہ میں آپ کا ان حضرات سے اپنی عقیدت کا اظہار کرنا کیا تقیہ کے دائرہ میں تو نہیں آتا۔ کیا سند پری صاحب کو یہ معلوم نہیں کہ محدثین اور شارحین حدیث نے بھی یزید کی شخصیت پر بحث کی ہے اور ان اساماء اربال کے ماہرین نے بھی اس کو غیر عامل اور غیر ثقہ قرار دیا ہے۔ کیا آپ یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ اساتذہ اربال کی کتابوں میں کسی نے اس کو عامل اور عامل قرار دیا ہے اور سند پری صاحب یہ بھی جانتے ہوں گے کہ جو تصدیق پر مقدم ہوتی ہے۔ تو اس اصول کی بنا پر یزید کو غیر ثقہ اور غیر عامل کہنا ہی صحیح ہے۔ مشہور محقق موزع ابن خلدون بھی یزید کو بالاتفاق فاسق قرار دیتے ہیں اور وہ یہ جاننے کے مصدق علامہ مسید سلیمان ندوی کی تحقیق میں بھی وہ فاسق ہے۔ یہ حدیث کے حقیقی بنیادیں ہیں جن میں فقہاء محدثین بھی ہیں اور مؤرخین و متکلمین بھی، امجد دین اجمت بھی ہیں اور مصطلح وقت بھی یزید کو فاسق نہ کہتے ہیں (حتیٰ کہ بعض اکابر نے اس کی تکفیر بھی کی ہے) تو کیا ان سب حضرات نے بلا تحقیق یزید کو فاسق کہہ دیا ہے؟ سند پری صاحب کے پاس وہ کونسی کتب پہنچ گئی ہیں جن سے یہ حضرات ناموافق تھے۔ اسلاف اسلام کی اگر یزید کے بارے میں تحقیق کا یہ حال ہے تو دوسرے عقائد و مسائل میں ان پر کیونکر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔

قارئین کرام! سند پری صاحب کی تضاد بیانیوں کے انکشاف کے لئے میری زیر نایب کتاب خارجی ثقہ کا اشتکار فرماتیں۔

حضرت مولانا ناولو تو مئی | بعض لوگ یزید کے مقابلہ میں حضرت امام حسینؑ کو باغی قرار دیتے ہیں۔ ان کو شدید تسمیم نہیں کرتے

حالانکہ اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حادثہ کربلا میں حضرت حسینؑ شہید ہیں۔ ہجرت الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب ناولو تو مئی قدس سرہ نے اپنے ایک منفرد مکتوب میں اس مسئلہ کے مالہ و ماعلیہ پر مفصل اور مدلل بحث فرمائی ہے اور اسی سلسلہ میں یزید کو فاسق قرار دیا ہے۔ عامیان یزید اپنے موقع کی تائید میں یزید کی بیعت کے متعلق بخاری شریف سے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد و پیش کرتے ہیں اس کا بھی ثواب دیا ہے۔ یزید کی بیعت کر کے یا نہ کرنے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اختلافات جتنا وہ بظنی تھا۔

چنانچہ حضرت ناولو تو مئی فرماتے ہیں۔ مگر اس وقت ابن رائے اور اہل تدبیر کی رائے مختلف ہو گئی۔ جس کسی کو فتنہ و فساد کا اندیشہ غالب آیا اس کے مجبوراً بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا اور مصیبت سے بچنے کے لئے نیکی کی پیروی کرنے کی مشورہ کو درمیان میں رکھا لیکن جس شخص میں حضرت امام حسینؑ کو بڑی جماعت کے دعوے پر قلب اور شرکت کی امید نظر آئی وہ اس کے لئے کھڑا ہو گیا اور جنگ کا عزم کر لیا۔ بس جو کچھ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور ان جیسوں نے کیا وہ بجا کیا اور جو کچھ حضرت سید الشہداء امام حسینؑ نے کیا وہ بالکل حق اور صحابہ کیا۔ اس اختلاف کی بنیاد امید قلب و دم غلبہ پر ہے نہ کہ اصل فعل کے جائز اور ناجائز ہونے کے اختلاف پر۔ مگر انہم کار کوئیوں کی مدد خلائی کی وجہ سے حضرت سید الشہداء امام حسینؑ علیہ السلام کی تدبیر فعل ہو گئی اور وہ محرم کو قیامت کے پہلے مہینہ اپنا کربلا میں قیامت قائم ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون (ترجمہ مکتوب قاسمی) خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امام حسینؑ کو یزید کے مقابلہ میں کامیاب ہو سکی امید تھی۔ اس لئے

انہوں نے بیعت نہ کی۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ و طبرہ اصحابؓ کو کامیابی کی اُمید نہ تھی اس لئے انہوں نے یزید کی مخالفت نہ کی۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب کوفیوں کی فطاری کی وجہ سے آپ کو کامیابی کی اُمید نہ رہی تو پھر آپ نے ابن مسعودؓ کے سہنے یہ تین شرطیں پیش کر دیں (۱) واپس لوٹ جائیں (۲) سرحد پر کفار کے ساتھ جہاد میں شامل ہو جائیں (۳) خود یزید کے پاس جا کر بات کر لیں۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ امام حسینؑ نے ایک شرعی بنیاد پر یزید کی مخالفت کی تھی نہ کہ محض حصول اقتدار کی خواہش کے تحت جیسا کہ عباسی اور ان کی ہارٹی کہتے ہیں۔ لیکن جب کوفیوں سے مایوس ہو گئے تو سابقہ پالیسی میں تبدیلی کر دی۔ یعنی مقابلہ کا ارادہ ترک کر دیا لیکن محمد و احمد عباسی صاحب کایہ قول غلط ہے کہ حضرت حسینؑ نے اپنے سرقہ میں تبدیلی کر لی تھی اور یزید کی بیعت کے لئے ہی اس کے پاس جانے کی اجازت چاہی۔ اس لئے کہ۔

(۱) آپ کے کسی قول سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ نے سابقہ نظریہ ترک کر دیا تھا جن روایات میں یہ آتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں یزید کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دوں۔ اس میں بھی آپ نے اس کی توجیہ کی وضاحت نہیں کی۔ یعنی یہ کہ میری سابقہ رائے صحیح نہ تھی۔

(۲) اگر آپ سابقہ سرقہ سے رجوع کرتے ہوئے بیعت یزید کے لئے آمادہ ہو جاتے تو پھر دوسری دو صورتیں پیش نہ کرتے یعنی واپس وطن جانا یا کفار سے جہاد کے لئے نکلنا۔ کیونکہ اصل ذلالت تو بیعت یزید کے بارے میں تھی اس لئے اگر آپ بیعت کرنے کے خواہشمند ہوتے تو صرف یہی مطالبہ پیش کرتے کہ مجھ کو یزید کے پاس لے جاؤ تاکہ میں بیعت کر لوں۔ پھر اس کام کی تکمیل کے بعد آپ واپس وطن بھی جاسکتے تھے! جہاد یہ بھی باقی نہ رہی

صورتیں پیش کرنا ہی اس امر کی دلیل ہے کہ آپ نے بیعت کا ارادہ نہیں کیا تھا۔
 علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اگر آپ نے فسق یزید کی وجہ سے اس کی
 بیعت نہیں کی تھی تو کیا اب آپ کے نزدیک اس کے فسق کا آثار ہو گیا تھا یا آپ نے
 اس سے بغیر اسے کو غلط قرار دیا تھا کہ یزید ناستق ہے۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ کامیابی
 اور غلبہ کی امید ختم ہونے کے بعد آپ نے حالات کے تحت حضرت عبداللہ عترت کے
 اجتہاد کے مطابق یزید کی بیعت کا ارادہ کیا تھا۔ تو اس صورت میں بھی یہ لازم نہیں
 آتا کہ آپ نے یزید کو صلح سمجھ لیا تھا۔ بلکہ اس صورت میں یہ کہا جائے گا کہ آپ
 نے امرت السیئیں پر عمل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

اسی مکتوب میں حضرت نانوتوی فرماتے ہیں:- اور
ایک غلط فہمی کا ازالہ | اختلافی مسائل میں ایک شخص کا دوسرے سے
 اختلاف کرنا اس کا سبب نہیں ہو سکتا کہ وہ دوسرے لوگ اس اختلاف کرنے
 والے کو ناستق قرار دیں۔ زیادہ سے زیادہ اگر کوئی کہہ سکتا ہے تو یہ کہہ سکتا ہے
 کہ حضرت امام غزالی اس مسئلہ میں غلطی کی۔ لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے کیونکہ وہ
 سے فعلی بھی ہوتی ہے اور درستی بھی الخ۔

اس میں حضرت نانوتوی نے بالیقین یہ لکھا ہے کہ ان سے اجتہاد ہی غلط
 تو ہو سکتا ہے لیکن اجتہاد ہی غلط کے صدور کی وجہ سے ان کی شہادت میں کوئی فرق
 نہیں پڑتا۔ لیکن خود حضرت نانوتوی کا موقف یہ ہے کہ حضرت حسینؑ سے اس بارے
 میں اجتہاد ہی غلط نہیں ہوتی اور آپ کا اجتہاد صحیح تھا۔ چنانچہ کھٹے میں۔ ہر چہ حضرت
 عبداللہ بن عمرو اشمال اوشال کو وہ بجا کر دندہ رواج حضرت سید الشہداء و نذر دند
 میں حق و صواب نمودند۔ پس جو کچھ حضرت عبداللہ بن عمرو ان جیسوں سے
 کیا وہ بجا کیا اور جو کچھ حضرت سید الشہداء (امام حسینؑ) نے کیا وہ بالکل حق اور صواب

(صحیح) کیا۔

لقب سید الشہداء | حضرت نازقہؓ نے حضرت حسینؑ کے نام کے ساتھ سید الشہداء لکھا ہے۔ اس پر بین لوگ یا حواض کو سنے ہیں کہ سید الشہداء تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا ہے اس لئے لقب کسی دوسرے کے لئے جائز نہیں اس کا جواب حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے دیا ہے کہ وہ اگر دعویٰ تفضیل کا اتفاق ہی کے ساتھ خاص ہے تو اس اطلاق کو کمال کے ساتھ خاص کیا جائے گا مکذا کو ماور حضرت امام حسینؑ کو بہرہ کے درجہ میں سید الشہداء کہا جائے گا۔ مثلاً سید الشہداء ہیں امام جہد کا ہوا اور مولو اس سے شہداء سے مراد ہیں۔ حضرت امام کے ان کے سید اور سید ہونے میں کلام نہیں۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے الحسن والحسین سید شباب اہل الجنۃ (یعنی حسن و حسینؑ اپنی جنت کے جوانوں کے سردار ہیں) اور غارِ حرا کے شباب (نوجوانوں) میں شہداء بھی ہیں قرآن کے بھی سردار ہوتے تو سید الشہداء ہونا بے محنت نص سے ثابت ہو گیا الام والاداء العتادی جلد چہارم ص ۵۹

حضرت تھانویؒ کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت حمزہؓ بھی تمام شہداء کے سردار نہیں ہیں کیونکہ شہداء میں انبیاءؑ کے گرام علیہم السلام بھی ہیں اور شہدائے بدر بھی۔ اس لئے یہ عینا لقب نہیں ہے کہ کسی دوسرے پر اس کا اطلاق نہایت ہے اور حضرت حسینؑ بھی تمام شہداء کے سردار نہیں ہیں۔ صوف شہدائے کربلا وغیرہ کے سردار ہیں۔ اس مسئلہ کی تفصیل امام العتادیؒ میں مذکور ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

انتم سیدنی بیان فتن یرید | پاکستان میں اہل سنت والجماعت کی عقلت اور ایمان و اقیقت کی وجہ سے شیعیت وغیرہ دوسرے فتنوں کے ساتھ غار بیت بتوان یرید بیت کا فتنہ بھی پہلی راہ ہے۔ جس میں

دیوبندی حلقہ بھی متلا ہو رہا ہے۔ تحریکِ فہم اہلِ سنت کے ایک نوجوان عالم قاری
 شیر محمد صاحب ملوی سوانہ رضی اللہ عنہ جیسے صاحبِ شرفیہ لاہور نے جتھے الاسلام حضرت نازوقی
 قدس سرہ کا یہ مکتبہ کتب کتابی حضرت میں شائع کر کے ایک اہم دینی خدمت سر انجام
 دی ہے۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ انہوں نے ابتدائے کے طور پر اپنا ایک جامع مقالہ بعنوان
 "التمہید فی بیان فتنہ برید" بھی اس میں شامل کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم و عمل میں خدائی
 عطا فرمائے۔ آمین بجاہ رحمت عالمیہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ جتھے الاسلام
 حضرت نازوقی کی تحریرات عام لہجہ میں ہیں۔ عام قیام یافتہ حضرات اور جملہ مسابحت
 کے سمجھنے کی زیادہ اہلیت نہیں رکھتے، اگر کسی مضمون کی کوئی بات سمجھ نہ سکیں تو وہ کسی
 سنی واقعہ عام سے سمجھ لیں۔

حضرت گنگوہیؒ و حضرت نازوقیؒ | دارالعلوم دیوبند کی بنیاد: ۱۲۸۰ھ

صانعِ سہارنپور دیوبند کی مسجد چھتہ میں ایک انار کے درخت کے چھتر گنگوہی کی خیمی قلاب
 آباد تھا، حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہیؒ اور جتھے الاسلام حضرت مولانا
 محمد قاسم صاحب نازوقیؒ دارالعلوم کی دو عظیم مرکزی جامع الصلوات شخصیتیں ہیں۔ جن کو
 روحانی فیض شیخ المشائخ اہم چہشتیہ حضرت حامی اعدا اللہ صاحب مہاجر کی قدس سرا
 سے حاصل ہوا ہے۔ شیخ الاسلام والمسلمین حضرت مولانا السید حسین احمد صاحب محدث
 مدنی سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند اپنے ایک مضمون میں دارالعلوم دیوبند کی تاسیس
 کے بعد میں فرماتے ہیں: "اس روز افزوں فتنہ زمینی عیشہ عریں اگر بڑی مرکزیت
 کے مظالم نے اہل اللہ کے چمکے چھڑا دیئے۔ ان کو صاف دکھال دیتے لگا کہ اگر اشدت
 فتنوں سے بھی غفلت برقی گئی تو حکومت اسلامیہ کی طرح ذہب اسلام اور صحیح عقیدہ اور
 عمل بھی بیتِ جہنم ہندوستان سے ختم ہو جائے گا۔ اس لیے اپنی کوششوں سے

اور صرف اپنی کوششوں سے ایک ایسی آزاد دینی درسگاہ قائم کرنی چاہیے۔ جو کرسلاؤنہ کی نہ ہی صحیح اور واقعی رہنمائی کتی ہوگی لوگوں کے لئے نوحہ ہے۔ مکتبہ ہندوستان میں اہل سنت والجماعت کی حسب طریقہ اسلاف کرام محافل ہو۔ وہ اگر ایک طرف بنائی اور ترقی کی دعائیت پیدا کرے تو دوسری طرف الوہیت اور شافعی کی ذراہیت کی بھی ذمہ دار ہو۔ وہ اگر ایک طرف اشعری اور ترمذی کی تحقیقات کا چمک نہوار کرے تو دوسری طرف حنفیہ بغدادی اور سری سقطی کی گمنی پلاوے۔ وہ نہ صرف اتباع شریعت کا فلاحی و شوق پیدا کرے بلکہ سنت نبویہ اور طریقت باطنیہ کا بھی والد اور فریضہ بناوے۔ وہ اگر ایک طرف اسلام کی اندرونی مخالفت کا ٹکڑ پیدا کرے تو دوسری طرف حق تعالیٰ اسلام کے بیرونی حملوں کے بجائے کی قوت کی بھائی بن جائے۔ الغرض نقاد پر کے تصرفات اور اہل ائمہ کی بہتوں اور دعاوی نے چند ایسے بہت اور پاکیزہ حضرات کو کھڑا کیا جو علم اور عمل کے جامع اور نہ بدوریافت کے محدث تھے۔ انہوں نے ایسے سمجھن مرکب نماب اور طرز تعلیم و ترویج کو مرتب کیا جو کہ ولی الہی حدیث و تفسیر اور نظامی متون کا جامع مقام اس طرح وہ حق نقاد کا حامی تھے اتباع سنت کا مخالف اور اہل سنت والجماعت کا آئینہ تناسل کو حضرت مجدد الف ثانی نے دوسرے پس پیشتر اپنی رد عامل قوت سے جا کر کیا تھا اور وقت نظر بندی و پرہیز سے گذرتے وقت فرمایا تھا کہ یہاں سے احادیث جبر کی نوا آتی ہے۔

اسی مضمون میں حضرت مولیٰ محمد علی شاہ
حضرت نانوتوی کا خواب
 فرماتے ہیں کہ دہ دوا علوم کی ہمدش جہت سے منی ظہری علوم ہی سے آراستہ ہونے والے نفوس کے اتھ میں نہیں رہی بلکہ اس کی جاگ ہر زمانے میں اہل ائمہ کے ہاتھوں میں رہی جو کہ طریقت اور حقیقت کے قطب اور اہم اور روحانی کالات اور معنوی علوم کے آفتاب بھی تھے۔ ریاضت اور تقویٰ

سے انہوں نے اپنے آپ کو پاکیزہ بنالیا تھا۔ حضرت ناف نزی مہمان محمد قمر قدس اللہ
سہو العزیز کا وہ خواب کہ خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہونے میں اور ان کے چہروں کے
میں چاروں حوت سے نہری جاری ہیں اور مولانا رفیع الدین الحاتم باکیہ دیار بنی عرب
کہ مذکور وغیرہ کی نگیناں ان کو دی گئی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اہل اللہ کے مبشرات کا منظر یہ ہر
ہی جہاں ہی دیکھا جاتا ہے کہ معنوی برکات اور حقائق اور پاکیزہ اور نواح مقبرہ کے سایہ سے
آج تک واراعلوم خالی نہیں رہا۔ رافوڈ از انجیلیٹ ایلن۔ واراعلوم دیوبند نبرہ

دیوبندی حضرات کی قدرت میں | اسلام کے نام پر امت میں جتنے فرقے

اور شاخ و رسالت مہ آنا عنینہ و آصحابی (یعنی وہ لوگ بنتی ہوں گے جو میرے اور
میرے اصحاب کے طریق پر چلیں گے) اہل سنت و الجماعت ہی رہتی ہیں اور ان کے وہ
اس وفود میں مسلک اہل سنت و الجماعت کا ہی رشد و ہدایت کا ایک عظیم مرکز ہے اللہ تعالیٰ
اس کو فعل اور فاعلی نعمتوں سے محفوظ رکھیں آمین بجا و خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

پاکستان کے دیوبندی عقول میں اس نسبت پر کچھ زیادہ افتراق عام شمار پایا جاتا ہے۔ اور
اس کی غائب وجہ یہ ہے کہ دیوبندی مسلک حق سے باوجود دعویٰ دیوبندییت کے انحراف کیا جاتا
رہا ہے۔ دیوبندی حلقہ میں ہی عقیدہ حیات الہی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر پائے جاتے ہیں
جو اس نظر کی تیغ میں سرگردی دکھاتا ہے یہ کہ رفتاری اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس
درو و سلام پڑھا جائے تو آپ نہیں سنتے۔ اور بعض غالی یہاں تک کہ جے ہی کہ جو لوگ حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس درود و سلام سننے کا عقیدہ رکھے وہ ٹھوڑے عوام
مشرک ہے۔ اعلیٰ از اللہ حالانکہ حضور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے عند انبیاء سماج پر
اہل سنت و الجماعت کا اجماع ہے۔ اور اس میں جہاں بیان پریدہ نمودار ہو رہی ہے۔

موجودہ وقت کے سد باب کا یہی واحد راستہ ہے کہ کابرہ دیوبندی علمی اور اعتقادی

دستِ اربعہ "الابتداء علی المغنی" پر اضافی کیا جائے اور زیادہ کے بارے میں حضرات متقیین دیوبند اور جمہور اہل سنت کے موقت کی حمایت و حفاظت کی جائے اور جو لوگ علماء ہوں یا غیر علماء مسلک اکابر دیوبند کی پیروی نہیں کرتے، مثلاً حیات، انبی کا انکار کرتے یا زیہ کی حمایت کرتے ہیں تو ان سے انقطاع کر لیا جائے، اسی طرح جو افراد یا جماعتیں حضرات خلیفہ نہ ما شہدین، اجماعت المؤمنین، اہل بیت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں افراد و تفریط میں جتنے ہیں رسولؐ نے چند صحابہ کے باقی سب کے ایمان کا انکار کرتے ہیں یا تنقید و جرح سے ان کی دینی عظمتوں کو بھوج کرتے ہیں، اور اہل سنت و الجماعت کے اجماعی مسلک کی پابندی نہیں کرتے ان سے اشتراک و اتحاد بھی مسلک حق کے لئے بہت زیادہ ہلک ہے۔ حق تعالیٰ ہم سب کو مذہب اہل سنت و الجماعت کی اتباع، عصمت اور نصرت کی ہمیشہ توفیق عطا فرمائی، آمین بجاہ الامم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔ والسلام

فہوم اہل سنت منظر حسین غفرلہ

ملی جامعہ جدید چکوال، اسیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان

۲۴ جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ ۲۰۲۰ء ۲۰ اپریل ۱۹۸۲ء

نور الازہار

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده
 وعلى آله وصحبه والذین اوفوا عہدہ ، اما بعد
 یہ زیر نظر رسالہ جرح الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ
 (م ۱۲۹۷ھ) کے مجموعہ مکتوبات مسیحی پر قائم العلوم "میں نوائے
 مکتوب ہے یہ مکتوب مولانا فخر الحسن صاحب گنگوہی کے نام ہے۔ ان کا قارئین
 ادارہ انجم میں کرایا جا چکا ہے لہذا یہاں ان مکتوبات کی ضرورت نہیں
 مگر وہ ازہری ہم نے اپنی مصنفہ کتاب "ازہر قاسمی" جلد اول میں جو ایسی
 نومبر ۱۹۶۶ء میں ادارہ سعادت سے شائع ہوئی ہے ، اس میں بھی مولانا
 فخر الحسن صاحب کے حالات پر تفصیل سے بحث کی ہے لہذا وہاں بھی
 مطالعہ کر سکتے ہیں۔

مضمون مکتوب

مولانا فخر الحسن صاحب کے جواب میں اس مکتوب میں شیعوں کے قول کے
 مطابق حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر حضرت قائم العلوم نے
 فرمایا ہے مجتہدان ، عالمان ، فقیہان اور محققان بحث کی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ حضرت
 مولانا نے جس استیلا اور اجتناب سے شہادت امام حسین پر کلام کیا ہے ، اس کے
 بعد کسی کو لب کشائی کی گنجائش نہیں رہتی۔ انہوں نے اس مکتوب کے اولیٰ میں یہ فرمایا
 ہے کہ مجتہد امام و امام ابوحنیفہ اور امام مالک وغیرہما کی طرف اللہ اہل بیت بھی جسدی

مقام رکھتے تھے۔ یہی مقدم امام الشہداء امام حسینؑ کا تھا۔ اور مجتہد ائمہ اپنے اجتہاد پر عمل کرنے کے مختلف ہیں۔ دوسروں کی پیروی ان کے مقتضیوں میں نہیں۔ البتہ امام سے اجتہاد ہی غلطی ممکن ہے۔

خصوصاً امام حسینؑ فوجی لشکر سے زید کی بیعت نہیں کی تھی۔ چونکہ امام حسینؑ عہد اہل حل و عقد میں تھے، اس لئے اگر دیگر اکابر نے مصطفیٰ زید کی بیعت کر لی تھی تو خصوصاً امام پر زید کی بیعت کتنا لازم نہ تھا۔ لہذا جب امام حسینؑ نے زید کی بیعت ہی نہیں کی تو اس کے خلاف اٹھنا صحیح کیونکہ ہوا۔ جی لوگوں نے حضرت امامؑ کے خروج پر اپنے قلم کا زور صرف کر دیا۔ یہ وہ تحقیق کے مقابلے میں بہت دور جا پڑے ہیں۔

علاوہ انہی زید کی بیعت پر اجماع نہ تھا۔ جب تک کسی کے پاس میں اجماع نہ ہو چلتے اس وقت تک بیعت نہ کرنے والوں پر الزام قائم نہیں ہوتا۔ ہاں جب کسی کی بیعت کے پاس میں اجماع ثابت ہو جائے تو پھر ضروری ہو جائے کہ اجماع کی پیروی کی جائے۔ نیز اگر اجماع کے منقہ ہونے سے پہلے اگر کسی مسئلے میں اختلاف ہو جائے تو اجماع منقہ ہو جانے کے بعد پہلے سے اختلاف کرنے والا اجماع کے خلاف ملنے کی زد میں نہیں آتا۔ پھر مولانا نے اپنے مقدمہ میں یہ بھی ایک اصول پیش کیا ہے کہ اجماع خلافت کا منقہ ہونا اور بات ہے اور عام خلافت کا منقہ ہونا اور چیز ہے۔ بیعت کا مطلق انعقاد تو ایک دو آدمیوں کی بیعت سے بھی حاصل ہو جائے۔ البتہ عام انعقاد تمام اہل حل و عقد کے متفق ہونے بغیر نہیں ہو سکتا۔ چونکہ امام حسینؑ نے بیعت نہیں کی لہذا تمام اہل حل و عقد کا متفق ہونا حاصل نہ ہو سکا۔

پھر اگر خلافت کے تحت ہر کوئی قاضی و ناظر چٹھ بیٹھے اور بدعات و مناسی کا باندہ گرم ہو جائے یا گرم ہونے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں اگر کوئی صاحبِ بیت ائمہ کثیر ہو، اور اس کو خلافت سے علیحدہ کر دے تو اس میں کسی کو مخالفت کا کیا موقع ہے۔ ہاں اگر قاضی علیحدہ کاندہ میں نہ تھے، عظیم ہو، اور دین اور اہل ایمان کی بآبرائی

کی صورت پیدا ہو جانے تو پھر اس وقت عارضی طور پر خموشی کی اجازت ہے۔ اس صورت میں خلیفہ کو زبردستی کی ضرورت ہے۔ ہاں ایسی صورت میں بھی اگر اپنی رفتار ۱۰ اعزہ اور اپنی جان پر حد سے کو نظر میں نہ لائے ہوتے حتیٰ کاظم بلند کریں تو یہ بہت اور الوالاعزیز کی بات ہے اور ایسا ہی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ افضل جہاد جابر بادشاہ کے سامنے حتیٰ بات کہتے۔ یان یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ایک شخص فتنوں کا احساس قوی رکھتا ہے اور فاسق خلیفہ کے مقابلے کی بہت نہیں رکھتا، تو ایسے شخص کے لئے نہ کھڑا ہونا ہی مناسب ہے لیکن اگر کوئی شخص نہیں دیکھتا تو اس کے لئے مباح ہے کہ وہ خلیفہ کو سخت سے اٹھا پھینکنے کی کوشش کرے۔ ہر حال یہ اپنی اپنی بہت کا معاملہ ہے۔

اس بحث کے بعد حضرت مولانا نے فرمایا ہے کہ خلافت کا اہل بیعت کے لئے اسلام اور قریشیت کافی ہے لیکن صحیح معنی میں خلیفہ ہونے کے لئے کثرت علم، عمل صالح، حسن تدبیر، بہت اور ترک دنیا کی ضرورت ہے۔ ایسے خلیفہ کی عمر بڑھتی رہتی رہتی ہے۔ یہ دین میں عمل صالح اور ترک دنیا کا فائدہ ہی تھا۔ لیکن سوال پیدا ہو گیا ہے کہ ایسے شخص کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ولیٰ حمد کیوں بنایا۔ مولانا لکھتے ہیں کہ اس وقت وہ ایسا نہ تھا۔ یا تھا تو ان کے علم میں اس کا فسق نہ آیا تھا۔ علاوہ ازیں امیر معاویہ کا نظریہ خلیفہ کے بارے میں یہ تھا کہ انتظام ملے گی اگر کسی کو سلیقہ زیادہ ہو۔ تو وہ اس پاک باریت خلافت کا زیادہ اہل ہے جو انتظام کا سلیقہ نہیں رکھتا۔ اس لئے انہوں نے بڑے بڑے ولیٰ حمد بنادیا۔ مولانا لکھتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ یہ وارد ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی عیب بنا کر اخصیبت کو مہر کیشت ڈال دیا گیا۔ اور افضل کو خلیفہ بنانا افضل ہے نہ کہ واجب۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یہ بڑے بڑے پڑنے لگے، اور فسق و فجور میں مبتلا ہو گیا۔ اس وقت اہل عمل و عقیدہ کی راستے مختلف ہو گئی جس کی وجہ سے فساد کا اندیشہ غالب آیا، اس نے مجبوراً بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ اور جن

حضرات نے ایک بڑی جماعت کے وجہ سے پر غلبہ کی امید رکھی مگر خدا نے ہم حسین اور حضرت
 عبداللہ بن زبیرؓ نے تو وہ جنگ کے لئے کھڑے ہو گئے، اور انہوں نے درست کیا اور
 اس اختلاف کی بنیاد صرف غلبہ اور عدم غلبہ پر ہے نہ کہ اصل فعل کے جائز اور ناجائز
 ہونے پر۔ اتفاقی سے حضرت امام حسینؓ کی تدبیر خلیج ہو گئی۔ اور ایسا جنگوں میں ہوا
 ہی کرتا ہے۔ جیسا کہ جنگ لہند اور جنگ حنین میں مسلمانوں کو ماری و پتری پیش آئی
 تھی۔ ان دونوں جنگوں میں جو صی ثار مارے گئے وہ یقیناً شہید ہوئے کہ انکی نیت
 اچھی تھی۔

شہادت کی پہلی وجہ | اسی طرح حضرت امام حسینؓ کی نیت بھی ایک ہی تھی
 کو خلافت سے بچنے کرنے کی تھی جو صالح نیت تھی۔ لہذا اس صورت میں اگر وہ مارے
 گئے تو شہید ہوئے کیونکہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔

شہادت کی دوسری وجہ | اور اگر پہلی وجہ کو نظر انداز کر دیا جائے تو میدان
 کر بچا میں امام مظلوم نے جنگ سے گریز کر کے واپس جانے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن یزید
 کے شکار اور سچا ہوں نے انہیں نہیں چھوڑا، اور گھیر کر شہید کر دیا۔ اور اس حدیث
 کے مطابق شہید ہوئے :

من قتل دون عوفه وماله جو اپنی عزت اور مال بچانے کے لئے
 قہو شہید۔ قتل کیا گیا تو وہ شہید ہے۔



در تحقیق و اثبات شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ موافق قواعد سننیاں

تئیں کہ اصول کے مطابق حضرت امام حسین کی شہادت کے اثبات اور تحقیق میں

بجواب خط

مولوی فخر الحسن صاحب گنگوہی مدظلہ العالی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين
والصلوة والسلام على سيد
الموسلين سيدنا محمد
وآله وصحبه اجمعين
بعد حمد و صلوة اول مقدمات چند
مینو رسم کہ ثبوت مدعا و ضریح آن
چلے آن مقدمات و شواہد است۔ آن

تمام تعریفیں جانوں کے پروردگار کے
لئے تھیں اور تشدد و سلام رسولوں کے شہر
جہانست آقا محمد اور ان کی اولاد و اور اصحاب
سب پر ہو۔ خدا کی تعریف اور رسول
پرورد کے بعد پہلے میں چند تسمیہیں
لکھتا ہوں کہ مدعا کا ثبوت اور اس کی
وضاحت ان تسمیہوں کے بغیر مشکل ہے

اور وہ مقدمات یہ ہیں :

مقدمات

پہلا مقدمہ | اول یہ ہے کہ حضرت

مقدمات این است :

مقدمات

مقدمہ اول | اول آنکہ حضرت امام

حسینؑ و دیگر ائمہ اہل بیت رضوان
 اللہ علیہم اجمعین نزد اہل سنت و اہل
 ائمہ مجتہدین امام و مجتہد ائمہ کہ خطا جتنی
 ہر دو شان ممکن۔ حقیقہً ما مثل مشید آن
 نیست کہ امام یا خطا محال و غلطی انرا
 متعین باشد۔ ہر چند وہیں مقام مجتہد
 کافی است۔ چہ مقام مقام جواب ست
 بیان اصول خود پس مست۔ عرض دلیل
 ضروریست۔ زیرا کہ اقتراض از طرف
 مشیعین است۔ و اعتراض بیکہ ہیں
 ست کہ مصادیق مذہب اصول مذہب
 او اشیاء کردہ آید۔ پس اگر گوئیم کہ
 مذہب ما این نیست کہ سے گویند۔
 مذہب ما دیگر است۔ گفتار متعین کنند۔
 ایراد دلیل و دین مقام ضرورتی اید بود۔
 اما ہم ائمہ ائمہ اہل بایں طرف
 ہم کہ وہ میر و مائے نظر مشایخ طائیف حق
 را اذما بدایتہ باشد۔ ہر متعصب اعتراض
 و نکایت۔ و رقصہ اُسراری بدر معلوم
 باشد کہ رامی نبوی صلی اللہ علیہ
 و سلم چہ بود از حضرت خداوندی
 چہ خطاب آید۔ و در قصہ نقلی ختم معلوم

امام حسینؑ احد و صحت اہل بیت کلام
 اللہ کی ان سبب پر رضا مندی ہو۔ اہل
 سنت کے نزدیک دوست مجتہد نامی
 (امام ابوحنیفہ وغیرہ) کی طرف امام اور مجتہد
 ہیں کہ رجعت دہی غلطی ان سے ممکن ہے۔
 ہمارے عقیدہ شیعہوں کی طرف یہ نہیں ہے کہ
 امام سے تجاوز ہو کہ محال اور غلطی ناممکن ہے۔
 ہر چند کہ اس مقام پر اسی قدر نکلنا کافی
 ہے کیونکہ یہ مقام جواب کا مقام ہے۔
 اپنے اصول کا کھدینا کافی ہے دلیل کا پیش
 کرنا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ اعتراض
 شیعہوں کی طرف سے کسی پر اعتراض
 یہی ہو سکتا ہے کہ اس کے مذہب اور اصول
 مذہب کے خلاف کسی یا حکم پیش کر دیا جائے جو
 اس کے مصادیق ہو۔ پس اگر ہم کہیں کہ ہمارا
 مذہب یہ نہیں ہے کہ وہ کہتے ہیں۔ جتنا کہ
 وہ ہے تو انکار کیا کافی ہے۔ اس مقام پر
 دلیل کلامنا ضروری نہ ہو گاتا ہم اہل ائمہ
 اس طرف بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ ائمہ ہدیہ
 ہمارے عقیدہ فکر کرنے والے حق کے خطاب کرتے نظر
 کہ ہماری طرف سے کوئی مایہ حاصل ہو جائے
 اور متعصب یا اعتراض اور ان امام ہر جگہ

کہ راہی حضرت داؤد علیہ السلام چہ
 ہور کے آئیدیوں کے تقصیر معلوم نہ پانچا
 ہور و فَرَقْنَا هَا سُنِّيَةً مِّنْ سَبْعِ
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ کیا تھا اور حضرت
 ارشاد فرمود۔ پس چون حال انبیا
 خدا کی طرف سے کیا فرمایا گیا اور مجاہدوں کے
 پیغمبر اسلام در اجتناب ایں است
 جان و بگر جوتہ ان چہ باشد۔ پس یگوئہ
 جھگڑے میں معلوم ہے کہ حضرت ادا علیہ السلام
 کی رائے کیا تھی اور جسے پیمان کو سمجھا دیا۔

اس کے فریمہ در معلومیں سرکار فرماتے ہوئے آئے۔ آپ نے صوبہ سے مشورہ کیا۔ بعض اہل کلمہ
 دیا۔ بعض نے بچوں کے کہنے کو مشورہ دیا۔ حضرت نے بھی ترجمہ کی وجہ سے اسی رائے کو
 پس فرمایا چنانچہ عتبہ، انصار و طہمہ قتل کئے گئے۔ باقی سب تیریوں سے فدیہ لے کر ان کو چھوڑ دیا
 گیا۔ اب حضرت ابوالعاص کو کچھ سے بیخبر صحابہ کی رائے سے بخبر دیا گیا۔ اس پر آپ تیس نازل
 ہوئیں۔ مَا كَانَ يَنْتَظِرُ أَنْ يَكُونَ لَكَ أَسْوَىٰ حَتَّىٰ يُمَازِي فِي الْأَوْصِيَاءِ
 وَيُؤَدِّيَنَّ عَرَضَ الذَّنْبِ وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ وَالْأُولَىٰ عَرِضٌ يُؤْخَذُ بِهِ
 یعنی نبی کے شان کے وقت میں کہ کسی کے قوی۔ قوی میں جسک کہ وہ زمین میں چھی مخرج خوریزی
 نہ کر لیں۔ تم تو دنیا کا مان اسباب چیتے ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت کو چاہتے ہیں اور اللہ غالب
 حکمت والے ہیں۔ (سورہ انفال پارہ ۱ رکعت ۹)۔

ماتے ایک کھیت میں کچھ مگوں کی بکریاں جا رہیں اور انہوں نے کھیت کہا دیا۔ داؤد علیہ السلام
 نے کھیت کی لاگت اور بکریوں کی قیمت کو برابر ہا کر بکریاں کھیت والے کو دینے کا فیصلہ کر دیا اور شرع
 کے مطابق تھا لیکن چونکہ اس میں بکریوں والوں کا بالکل ہی نقصان تھا اس لئے سیدنا علیہ السلام نے
 دونوں کی رہنمائی سے فیصلہ کر دیا کہ چند روز کے لئے بکریاں کھیت والے کو دی جائیں کہ گزراہ
 کرے۔ اور بکریوں والوں کے کھیت سپرد کیا کہ پاشی کریں۔ جب کھیت اپنی حالت کو آگیا تو
 بکریاں، مگوں کہ ہیں ہمیں اور کھیت والے کو کھیت والے کو داؤد و سُلَيْمٰن
 إِذْ يَخْتَصِمُونَ فِي الْأَحْزَابِ إِذْ تَفَقَّشْتَ فِيهِ نَفْعُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لَعَنِيهِمْ
 شَيْعِدِينَ ○ فَفَرَقْنَاهَا مُمْلَكِينَ ج (سورہ انبیاء رکعت ۶)

تجربہ نگار
 "الْمُجْتَبِیُّ یُخْطِی وَیُصِیْبُ"
 کیا ہر گاہ اس کے گمراہی نہ کریں کہ مجتہد خطا بھی کرتا ہے اور ٹھیک فیصلہ بھی کرتا ہے۔

مقدمہ دوم | دوم آنکے مجتہدان
 مامور باتبار اجتہاد نحویشتن اندر
 اتباع مجتہدان دیگر دوائیست و در
 ان میں چہ کم کہ اتباع دیگران ضرور
 نیست۔
 دوسرا مقدمہ | دوسری بات یہ ہے
 کہ مجتہدان اپنے اجتہاد کے مطابق عمل
 کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ ان کے لئے دوسرے
 اماموں کی پیروی درست نہیں ہے اور نہ
 اس سے بھی کیا کم کہ دوسروں کی پیروی
 ضروری نہیں ہے۔

مقدمہ سوم۔ در حقیقت اجماع
 سوم آنکو حقیقت اجماع اس سمت کہ
 ہر اہل رای یک مضمرا زیادہ در امری
 بایں طور رای زنند کہ اس امر اضلال
 فلال وجوہ چنین سمت یا چنان نہ نقط
 عدم مخالفت چنانچہ جملہ
 ما رواہ ابوحنوفہ حسن
 فهو عند الله حسن۔
 تیسرا مقدمہ۔ اجماع کے متعلق :
 تیسری بات یہ ہے کہ اجماع کی حقیقت یہ ہے
 کہ ایک دور یا زیادہ کے تمام اہل رائے کسی مسئلے
 میں اس طرح ملنے دیں کہ یہ مرفضان لافلان کی
 بنا پر اس طرح یا اس طرح ہے۔ صرف مخالفت
 نہ کرنا اجماع نہیں کہلا سکتا چنانچہ یہ جملہ کہ
 "جس امر کو مومنین اچھا سمجھیں تو وہ
 اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔"

یہی ائمہ اربعہ حجتہ اجماع سمت۔ ہر
 ہمیں امر ولاتے ہیں کہ چہ رویت دیریں
 جملہ رویت قلابی سمت نہ رویت
 بصری و رویت تجلی ہمیں طور
 جو اجماع کے حجت ہونے کی دلیلوں میں
 سے ایک دلیل ہے۔ دوسری ہی راستہ ہر
 ولایت کتابت کیونکہ اس جملہ میں دیکھنے
 سے دل کا دیکھنا مراد ہے نہ کہ آنکھ کا دیکھنا۔

ہی باشد کہ عرض کردہ شد۔ پس اگر
 یک دو کس از علماء ذی رای یا مری
 رفتند و دیگران مساجد کردند و
 بی آنکه خود ہم در آن امر بطور مذکور مکنند
 اتباع او شان اختیار فرمودند لازم
 یا خود اہل رای بودند و عقلمانی نہ
 او شان مستند این را اجماع نباید
 گفت۔ و همچنین اگر شخصی یا جماعتی
 بر امری بی تحقیق وجود حلت و حرمت
 اصطلاح کردند چنانکہ در رسم ہی باشد
 اجماع مختار بود۔

اور دل کا دیکھنا اسی طریقہ سے ہوتا ہے
 جیسا کہ عرض کیا گیا پس اگر صاحبِ رائے
 علماء میں سے ایک دو عالم کسی بات کی
 طرف گئے اور وہ مردِ عالم کی مستحکم
 کی اور خود ہی اس کے بغیر کہ اس معاملے میں
 مذکور طریقہ سے غور کریں، اہل کا اتباع
 اختیار کیا یا خود صاحبِ رائے کے اقتدار کی
 طور پر ان کے پیروں گئے تو اس کو اجماع
 نہ کہنا چاہیے۔ اور اسی طرح اگر کسی شخص
 یا کسی جماعت کسی امر میں حلال اور حرام
 ہونے کی وجوہات کی قطع کے بغیر اصطلاح
 بنالی جیسا کہ (شاہی بیابان) کے کچھ ہیں ہوتا ہے تو وہ اجماع نہ ہوگا۔

مقدمہ چہارم | چہارم ایسا کہ اجماع
 اجماع مذکور ہم بعد تحقیق اجماع لازم
 اگر مستند قبل تحقیق و انعقاد اجماع مختلف
 فیہ باشد کہانیہ پیشتر از انعقاد
 اجماع مختلف اجماع کا ذکر وہ اندہ
 او شان امور و طعن مخالفۃ اجماع
 نحو ایند شد۔

مقدمہ پنجم | پنجم ایسا کہ اجماع و اطلاق
 چیز ہی دیگر است و عموم خلاف چیز ہی

جو تھا مقدمہ | چوتھا مقدمہ یہ کہ اجماع
 مذکور کی پیروی اجماع کے ثابت ہونے کے
 بعد ہی ضروری ہے۔ اگر کوئی مسئلہ اجماع
 کے تحقق اور انعقاد پہلے سے پہلے اختلاف ہی ہوگا،
 تو وہ لوگ جنہوں نے اجماع کے انعقاد ہونے
 سے پہلے بعد میں منعقد ہونے والے اجماع
 کے مخالف کام کیا ہے تو وہ لوگ اجماع کی
 مخالفت کے لطیف نہیں آئیں گے۔

پانچواں مقدمہ | پانچواں مقدمہ یہ ہے
 کہ مطلق خلاف کا انعقاد ہر نامہ و سر کی چیز

دیگر۔ تو یہ بھی اسی سبب کہ

ہے اور عام خلافت کا ہونا دوسری چیز۔

اس کی وحدت بیعت کہ

”تم میں سے ہر ایک گناہ ہے اور

تم میں سے ہر ایک اپنی جہانگیر کے بارے

میں ذمہ دار ہے۔“

اس لئے ہر شرا کا بیعت کرنا،

اسی کی رعایا کے حق میں بیعت مختار ہو جائے

کا موجب ہے، اور یہی حق میں اہل حل و عقد

کے بیعت کے واجب بننے کے پس منظر

کے طور پر ابن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ کہ بیعت

کرنا ان کے ذکر چاکر اور ان کے متبعین کے حق

میں بھی اطاعت کا موجب ہے۔ جن میں

مطہرین، ظالم اور اولاد وغیرہم شامل ہیں۔

لیکن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولیٰ کے

تابع لوگوں کے اوپر واجب نہیں ہے اور

علما نے یہ جو کہ ہے کہ اہل حل و عقد کے

بارے میں کسی عینی حد کی شرط نہیں ہے

اس کی بنیاد اسی پر ہے کہ اہل حل و عقد کے

وجود کے لئے کوئی قاعدہ مقرر نہیں ہے بلکہ

اتفاق اور اختلاف ہر کے اعتبار سے اہل

حل و عقد میں سے کم اور زیادہ ہو سکتے ہیں

لَا تَكْفُرُ دِيَارُكَ وَتَكْفُرُ

هَذِهِ قَوْلُ عَن دِيَارِكَ - (روایت)

پس بیعت ہر دینی مستلزم انتقاد

بیعت، در حق رعیت اور مستحقین

سبب معنی وجوب و لزوم بیعت اہل

حل و عقد۔ پس بیعت حضرت ابن

عمر رضی اللہ عنہما مستلزم وجوب اطاعت اور

حق حشم و خدم و اتباع او شامل است

از ملازمین و موالی و اولاد وغیرہم خود

حق حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما

و اتباع او شامل آنکہ گفتہ اند کہ

عبد مہین در یاد تو اہل حل و عقد مشروط

نیست بنائیش برین است کہ وجود

اہل حل و عقد را قاعدہ مہین نیست۔

بااعتبار اتفاق کلمہ و تفریق کلمہ اہل

حل و عقد قلیل و کثیر می شوند نہ آنکہ

برای عموم انعقاد کیفیت ما اتفاق بیعت

یکہ و کس از اہل حل و عقد کافی است

اور یہ بات نہیں ہے کہ عام بیعت عقد ہے کیلئے حسب اتفاق اہل حل و عقد

میں سے ایک دو آدمیوں کی بیعت کر لینا کافی ہے۔

مثلاً در زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تینوں خلفائے راشدین کے زمانے میں اہل حل و عقد ایک کس بیشش نہ ہو۔
 مراد ام ایست کہ صلح و جنگ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم صلح و جنگ بر اہل اسلام ہو و بچیں صلح و جنگ خلفاء بعد اتفاق مردم بر خلافت ایشان صلح و جنگ جملہ بیعت ہو و پس ازان کہ اسی اتحاد مہدی با اتفاق شد و جہا محتمائے جدا جدا پیدا شدند اہل حل و عقد کثیر شدند ہر حلقہ ہر جہا حتی مصداق مضموم اہل حل و عقد ہو۔ دیکھا وقت بیعت یک کس از اہل حل و عقد موجب اتفاق خلافت معلوم ہو۔
 کسانیکو از اتباع انکس از اتباع خلیفہ بر و شان فہم است ابادیگان و اتباع دیگران یا کسانیکو دور غیر کثرت و دور غیر کسی از بی مردم و وجوب مرقوع است علم اند۔ ہاں اگر بمسئلہ اہل حل و عقد و دست ارادت و کعب بیعت بر دست یکی از اہل اسلام و نہ

مثال کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تینوں خلفائے راشدین کے زمانے میں اہل حل و عقد کا مصداق ایک شخص نہ ہو۔
 یہ تھا میرا مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صلح اور جنگ تمام مسلمانوں کی صلح و جنگ تھی اور اسی طرح آپ کے خلفاء کی صلح و جنگ انکی خلافت تمام کے متفق ہو جانے کے بعد تمام مسلمانوں کی صلح و جنگ تھی اور اس کے بعد کہ یہ اتحاد (چھتے خلیفہ کے زمانے میں) تا اتفاق میں بدل گیا اور چھتین بھرا جدا پیدا ہو گئیں تو اہل حل و عقد بھی بہت ہو گئے۔
 ہر جہا صحت کا مراد اہل حل و عقد کے مضموم مصداق ہی گیا۔ اس وقت اہل حل و عقد میں سے ایک شخص کی بیعت مطلق خلافت کے منقطع ہونے کا سبب ہوگی اور کہ عام خلافت کے منقطع ہونے کا جو لوگ اس کے پیرو ہونے خلیفہ کا اتباع ان پر لازم ہوگا کیونکہ سرور اہل حل و عقد اور ان کے پیرو ہونا وہ لوگ جو کسی جماعت میں ہوں اور کسی کی پادائی میں ہیں وہ لوگ اس بیعت کے لازم اور واجب ہونے سے آزاد ہو گئے۔ ہاں اگر تمام اہل حل و عقد بیعت

ہر کس ما از اہل اسلام خواہ از اتباع
 کسی و مستندیانی اطاعت آن کس
 لازم و واجب خواہ بود۔ اگر کسی
 چشم پوشیم زیادہ از بی محبتی گفتنی
 نیست کہ فی سیران خود سر روان
 بی سرور را عاقل شیعہ برداریش و حلقہ
 بگویش و اگر کوشش لازم آید انا باقیہ
 از اہل حل و عقد برگزیدہ از بی اطاعت
 و مکرنا را نہ آدمی اگر شخصہ نکستہ نہوی
 چنان داشتہ باشد کہ شکر کی تابان
 فرمای ہمنان وارد اہل علم و عمل
 ہم سنگ و یگانہ نیست و یگانہ کہ
 از علم و عمل بہرہ وافر دارند ہمہ یگانہ
 و یکخان شوند۔ درست و درست
 کسی نہند۔ آن وقت شخص مذکور و
 واتباعش را نیز اتباع و اقتدار
 او شان لازم خواہد اقتدار چہ او شان
 حسب اشارت ربانی و ہم کنیارت
 نبوی واجب اطاعت آمدہ و اہل
 حل و عقد در حق او آیت

اور اہل کلام مسلمانان میں کسی ایک کے
 اتھ میں سے کسی تو تمام مسلمانوں کو خواہ کسی
 کے تبلیغ میں یا نہ ہیں اس شخص کی قرآن و حدیث
 ضروری اور لازمی ہو جائے گی۔ اور اگر ہم کچھ
 چشم پوشی کریں تو اس سے زیادہ کہنے کا موقع
 نہیں کہ خود صریح لکھتی ہزارہ ہو اور بغیر
 شرار کہ اپنی راہ چلتے ہو گن گناہ کی پوری
 اور فرائض و غرضی ہوگی ایک باقی اہل حل و
 عقد اس قسم کی ہر ایک اطاعت چاہیں۔
 ہاں اگر کوئی شخص ایسا نبی مر کریت کہ ہر
 کہ وہ اپنے ساتھ کوئی وفادار نہ رکھتا ہوگی
 علم و عمل میں وہ سونگ برابر نہیں اور نہ
 جو کہ علم و عمل سے کافی حصہ لیتے ہیں علم کے
 تمام متفق ہو جائیں اور کسی کی نافرمانی قبول
 کر لیں اس وقت مذکورہ نبوی شخص کو اس
 کے پیچھے چلتے والوں کو اتنی پوری ضروری ہو
 چلتے گی کیونکہ وہ لوگ اللہ کے احکام اور
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد و احکام مطابقت
 واجب اطاعت ہیں اور اہل حل و عقد
 اس کے حق میں۔ آیت

فَلَوْلَا نَفَسٌ مِنِّي كُلِّ فِرَقَةٍ

لہ یا یہ یعنی تو لا نفوس میں کل فریقہ الخ
 پارہ اسوۃ توبہ کو عطا ہیں ہے ہر

قَتْلُهُمْ طَائِفَةً لِّیَتَفَقَّهُوْا
فِی الدِّیْنِ وَ لِیُنْذِرُوْا
قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَیْهِمْ
لَعَلَّهُمْ یَحْذَرُوْنَ ○ دم
جملہ اطیعوا اللہ و اطیعوا
الرَّسُوْلَ و اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ
اگر انصاف باشد و جوہر
اطاعت را انہیں کسان لالہ و خندہ دارد۔
اگر ضیق و رقت مانی و خروچ
اِس بحث از بحث مزامنہ مال نبودی
اِس بارہ نقشبند بسا میکردم با اینہ
اَلْعَاقِلُ تَکْفِیْضُ الْاِلَہِ شَاقٍ تَوَ
ایشقدر کہ گفتہ شد ہر رہ بنائی
کافی ست۔ و اِس نکتہ اخیرہ دفع
و خل متدرست کہ سبب یہ بزرگان
کہنے آید۔ بالجملہ مطلق انعقاد و بیعت
یکہ و کس حاصل سے شود و عموم
و شمول انعقاد و بی اتفاق جملہ اہل حل و
عقد متصور نیست۔ پس اگر حل و عقد
در یک کس متصور گردد اُن وقت عموم

کیوں نہیں سفر کرتا تاکہ دین میں کچھ حاصل
کریں۔ اور اپنی قوم کو جب اُن کی
طرف واپس آئیں، ڈر آئیں تاکہ وہ
غیر کریں۔ اور نیز آیت اطاعت کرو
تم اللہ کی اور اطاعت کرو تمہارے رسول کی اور
تم میں سے جو حاکم ہیں، اِس طرح کے
لوگوں کی اطاعت پر واضح دلالت کی ہے
بشرطیکہ انصاف سے کام لیا جائے۔
اگر وقت کی تنگی مان دہوئی اور اس
بحث کا موضوع سے کل بدلنے کا ساطرہ جرد
حالات کے درمیان کاوش نہ ہوتا اس بیکر
میں قلم سے پھول بیٹے نکلتا۔ اس کے بل جرد
مقتضیہ کوئی کیسے شاہد کافی ہوتا ہے کہ حاجت
جو کچھ کہ گئی رہنمائی کیلئے کافی ہے اور یہ
آخری کتبہ ایک پیدا ہونے والے عمر غرض کا پہلے
ہی سے پیش بندی کیجئے ہے کہ شاید کسی کی
زباں پر یہ بات آجائے۔ بالجملہ بیعت کا
مطلق انعقاد تو ایک آدمیوں کی بیعت بھی
حاصل ہو جاتا ہے اور عام انعقاد تمام اہل
حل و عقد کے متفق ہونے بغیر نہیں ہو سکتا۔

لے پوری آیت اس طرح ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اطِیْعُوا
الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ (بارہ صف سورۃ نسا۔ رکعت ۸)

خلافت بیک کس نیز حاصل میتران
 ہاں اگر اہل حل و عقد کی اہلیت ایک ہی
 شخص میں مقرر ہو جائے تو اس وقت خلافت
 کا عام ہونا ایک شخص کے ذریعہ سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

دیکھیں در شرح مقاصد ست :
 اور یہ جو کہ شرح مقاصد میں ہے (کہ) ۱
 و تشعبد الا صامة بطرائق
 اور امامت کی طریقوں متقدہ ہوا ہے
 احدھا بیعة اهل الحل
 اس میں سے ایک طریقہ اہل حل و عقد کی بیعت
 والعقد الى ان قال بل
 کہ بیعت یہاں تک کہ پھر صفت شرح مقاصد
 لو تعلق الحل والعقد
 نے کہا: بلکہ اگر کسی ایک ہی واجب الامت
 بنواحد مطاع گفت
 سے حل و عقد و البتہ ہو جائے تو ہی ایک
 کی بیعت کر لینا کافی ہے۔
 بیعتہ۔

بعد ازاں گنشتہ

و الشافعی استخلاص الامام
 اور وہ ہر طریقہ انتقاد امامت کا استخلاف
 الخ اگر طرق مطلق انتقاد باشند
 معنی آنست کہ برائے مطلق انتقاد
 بیعت یک و کس و ہم اختلاف
 و ہم قمر و شکر کافی سمع لیکن در
 مطلق انتقاد عموم انتقاد لازم نمی آید
 تا حضرت امام را اطا حستہ بزیار
 لازم و خروج بر آن حرام گردو۔ و اگر
 طرق انتقاد مطلق یعنی عموم و شمول
 خلافت اندوختہ مسیح نہیں سمع و
 معنی آنست کہ اہل حل و عقد
 اس کے بعد ہر طریقہ انتقاد امامت کا استخلاف
 لازم ہے الخ۔ اگر یہ طریقہ مطلق انتقاد
 کے طریقہ ہوں تو یہ یعنی مطلق انتقاد
 کہنے تک دو آدمیوں کی بیعت اور نیز
 اختلاف اور غلبہ اور شوکت کافی ہے لیکن
 مطلق انتقاد سے انتقاد کا عام ہونا لازم
 نہیں آتا بلکہ حضرات امام حسینؑ کو نیز
 لازم ہوا اور اس کے خلاف امام حرام ہوا
 اگر یہ طریقہ لائل انتقاد یعنی خلافت عام
 اور شامل چھٹے کے طریقہ ہیں اور صحیح بھی
 ہے آ معنی یہ ہونے لگا کہ اگر اہل حل و عقد

ایک دو شخص ہیں تو وہی کافی ہیں کیونکہ اہل
حل و عقد کے لئے کوئی عدد مقرر نہیں ہے
لیکن اس صورت میں بھی حضرت امام
حسینؑ کو زیادہ کی احاطت ضروری نہیں
ہو جاتی کیونکہ عام خلافت تمام اہل حل و
عقد کے بغیر ممکن نہیں ہے چونکہ حضرت
امام حسینؑ نے بیعت نہیں کی اس لئے
سب اہل حل و عقد کا متفق ہونا حاصل
نہ ہو سکا۔ اس لئے اس صورت میں تمام
اہل حل و عقد دو کے پابند ہونگے یا چار کے
ہاں ان کے لئے کوئی عدد مقرر نہیں ہے۔
چھٹا مقدمہ چھ یہ کہ کسی غلیفہ کے خلاف
بناوت اور چیز ہے اور بیعت دینا دوسری
بات ہے۔ چنانچہ عہد شکنی کہ نام دوسری چیز
ہے اور معاہدے کو ختم کر دینا اور باطل ہے
اول یعنی عہد توڑنا تو وہ عہد کو توڑ کر و کلمہ
عہد کے بارے میں سوال کیا جائے گا
اور قسموں کو ان کی تاکہ کے بعد موت
تو وہ کے حکم کے مطابق ناجائز ہے۔

ایک دوسرے مختصر است دوستوں
کافی اندہ۔ زیرا کہ عدوی براستے اہل
حل و عقد معین نیست۔ لیکن اندریں
صورت ہم حضرت امام با اطمینان
بہرہ ضرور نیست زیرا کہ خلافت
بی اجتماع جملہ اہل حل و عقد مشہور
نیست۔ چوں حضرت امام ہمدانی
محمودہ اتفاق جملہ میسر نہاد۔ باجماع
اندریں صورت ہمسہ اہل حل و عقد
پابند دو باشند یا چار۔ چوں عدوی
برای اوشان معین نیست۔

مقدمہ ششم | ششم ایک چیز
چیزی دیگر است و طبع بیعت چیزی
دیگر۔ چنانچہ نقض عہد چیز ہے
دیگر است و ممانعت عہد چیزی دیگر۔
اول بگم "أَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ
الْعَهْدَ حَكَمٌ مَسْئُولًا"
وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا"
منوع سے دہانی

لہ وَاَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَالْمَسْئُولَةِ (سورہ نحلہ ص ۸)
لہ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا (سورہ نحلہ ص ۱۲)

اور عہد کو منہ پر مارنا۔ تو برابری کے طور پر ان کی طرف عہد کو پھینک دوں گے ارشاد باری کے مطابق مبارک ہے اسی طرح امام کے خلاف بغاوت بیعت کرنے کے بعد از خود ناجائز ہے اور بیعت ضرورت کے قوت برتی ہو جانا پرشی جبکہ صلیح ہے اگر کوئی شخص خدا کے تحت پر چڑھ بیٹھے تو حق دینی کا سامنے ہونا منہاں کا سامنا ہونا، عوام کا احکام الہی میں شہرت پڑ جانا، جاہلوں میں برکت کا شہین ہو جانا گناہ کیا جاسکتا ہے بلکہ ان امور کا واقع ہونا لازمی بات ہے اس وقت ضرورت کی وجہ سے اگر کوئی ہمت والا شخص نوکرا ہو اور خلیفہ کے احسن کو کھینچے جو اس کو خلافت کے تخت پر آکر بیٹھنے اور کسی منہست آدمی کے آگے پر بیعت کہے تو میں کسی عقلمند کو ایسا نہیں

پرستاد فائید رائیہم علی سواہ صبات۔ یعنی غمزدی بر امام بعد بیعت ممنوع بالذات است۔ وخلق بیعت وقتہ ضرورتہ بذاتہ خود مباح۔ اگر فتنی سربراہ اسے خلافت یا تسلط حقوق و مسدود مظالم و تلافی عوام و احکام و شیوع بدعت و درجاہل متفنون بلکہ ضرورت الوقوع است۔ وریں وقتہ ضرورتہ اگر صاحب ہمتی بر غیر خود دست پادمان خلیفہ آورند و از سر بر خد فتنش بر کشند و دست پرستہ عادل زدرہ عاقلی را نمیدانم کر و ترش کند و چیں بر چیں افگند و آواز اٹھا بریں کار بر آرد۔ ہاں اگر وریں عزل و

شعہ بری است۔ و اما تَخَافُنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيبَاكُمْ فَانْتَدُوا إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ طرآن اقلد لہ یحب الخائنین۔ اور اگر آپ کسی قوم سے دھکا دے تو ان کا سہارا کی طرف پھینک دیں۔ ایسی طرح کہ تم اور وہ برابر ہو جائیں۔ بلے شک اللہ تعالیٰ دعا بازوں کو پست نہیں کرتا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی قوم میں ایسے آثار پائے جائیں کہ وہ عہد شکنی پر آمادہ ہیں تو آپ کو اجازت ہے کہ اگر مصالحت سمجھیں تو ان کا سہارا پس کر دیں، اور صنادید کے دست سے برداری سے ان کو مصلحت کر دیں۔ تاکہ دونوں مساویانہ طور پر ہلکا ہو جائیں۔ (سورہ انفال۔ رکوع ۸۔ باب ۸)۔

پاکہ وہ قریشی اور ہواورنگی پیشانی پر بل
 پڑ جائیں اور ایسا کہنے پر مخالفت کی آواز بلند
 کیے۔ ہاں اگر اس فاسق خلیفہ کے آگے
 اور دوسرے کو متحرک کرنے میں قنہ پیدا ہو جائے
 اور دین اور اہل دین کی بے پرواہی جو اتو
 عارضی طور پر ایسا کرنے والے کیلئے مخالفت
 پیدا ہو جائیگی۔ اسلئے خدا کی رحمت اللہ علیہ
 تلبیہ اور جعفری ہے اگر دین کا شیراز منتشر
 رہتا نظر آئے یا اہل دین کی پریشانی کا لگن نہ
 ہو تو اس کے خلاف اختلاف نہیں کو اس کام کے
 قریب ہی پھٹکس اور اگر کوئی صدمہ پیش جائے یا
 ماں یا اپنے موافقین و مخالفین پر واقع ہوتا
 دیکھیں تو یہ محبت کا کام ہے اس امر کی کاغذ
 وہی ہے جیسا کہ جاہل بادشاہ کے سامنے حق کا
 کہہ کر تبری شادیت کی حد تک تم نے کہا
 ہو گا۔ مگر تم میں صلوات ہے کہ قنہ و خند کا اندیشہ
 جیسا کہ داتا گنگا بہار سے مختلف ہے اسی
 طرح اندیشہ کرنے والوں کے اعتبار سے بھی
 مختلف ہو اگر نہ ہے۔ ایک شخص کو ایک واقعہ
 میں کہنے کی خطے عموماً جتنے ہیں اور محبت کو توڑ

نصب قنہ بر نیزہ و آبروی دین و
 اہل دین ریزہ البتہ مخالفت عرضی عارض
 حال اس خیال خواہ شد۔ پس
 بقدر مفسدہ انکار و انوجار
 ضروری ست۔ اگر برسی دین بنظر
 آید یا پریشانی اہل دین مظنون ہو
 نشاید کہ پیرامون اس کار گردند۔
 و اگر فقط صدمہ بر جان و مال
 خود یا اتباع یک جہان خود افتاد
 ہمیشہ میں خود از عزائم مرت
 منش را پس عزیمت سماں ست
 کہ از اعظم شہادۃ کلمۃ حق عتد
 سلطان جاہل و کمال فہیدہ باشی۔
 گردانی کر اندیشہ قنہ و خند و چنانچہ بقدر
 وقایع مختلف است بچہیں با اعتبار اندیشہ کان
 مختلف است یکی را در یک واقعہ
 اندیشہ بر روی کار می آید و
 و چہترے را می گزاید و یکے را
 امید با کار سے فرایند و متعش را
 می افزاید۔ پس اگر شخصہ از قنہ

لہ و افضل الحجۃ حق قال کلمۃ حق عند سلطان جبار (حدیث)
 افضل جہاد کلام بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا ہے۔ (مترجم)

حق ہے اور ایک شخص کیلئے کہ یہ انفرادیت میں رہے
 ایک امت کو مصلحت میں نہیں اگر کوئی شخص کسی
 فاسق کو تخت سے اتارنے میں قتل و غارتگری سے
 دور اس کو اتار دے اور دوسرے کو خلیفہ بنائے
 میں امید رکھتا ہوں کہ قتل و غارتگری سے منع ہو
 قتل و غارتگری سے بچ جائے گا۔ باقی اس کو امت میں
 جانتے ہیں کہ اس کی رائے شریک اور اس کی غلط
 کو نہ کہ غلط سے غلط ہی ہوتی ہے اور دوسری بھی۔

خلافت کی لیاقت اور اہلیت کے بارے میں
 ساتویں بات یہ ہے کہ خلافت کی لیاقت
 و اہلیت دو قسم کی ہوتی ہے۔

اول یہ کہ خلافت کی پہلی قسم شخص
 کے لئے فقط جائز ہو۔ آئی لیاقت صرف
 اس قسم اور قریشیت سے حاصل ہو سکتی
 ہے اور یہی اور پرہیزگاری کی اس میں چند
 ضرورت نہیں۔

دوسری یہ کہ خلافت کا لباس اس
 کے قد پر فٹ آجائے۔ بلکہ مطلب ہے
 کہ وہ اس کا اقتدار اس کے ہاتھوں داخل ہو
 اس قسم کی لیاقت کثرت علم و عمل صالح اور
 حسن تدبیر و ہمت۔ بلند اہل ترک و نیل کے
 بغیر حیات نہیں ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے

فلسفے از مسند خلافت اور فقہ
 جرمہ و دیگر کے امیہ و بنی
 حزل و نصب دار و ان را منح و
 امیں را مہاراج غلام بود۔ باقی
 امیں قصہ را خدا و ائمہ کہ را ہی
 کہ امام بر مہاراج مہاراج و کہ امام پر
 خطا۔ المہجہد یا خطی و
 مصیبت۔

در اہلیت و لیاقت خلافت
 ہجرت و اہلیت و لیاقت خلافت
 ہو گئے۔

یہ ایک تنویر خلافت باو
 روا بود و پس اس قدر لیاقت
 فقط باسوم و قریشیت بہم
 میرسد و مہاراج و تقوی درین قدر
 بکار نیست۔

وہم کہ خلافت خلافت
 نہ بالان حالی اور راست ایہ۔ اہل
 شیعہ و بنی از دست او منتقل ہو۔
 اس قسم لیاقت بلکہ علم و اثر و عمل
 صالح و حسن تدبیر و ہمت بلند و
 ترک دنیا میں فخر و ان شہ۔ پس

جو کچھ کہ نساہی کی حد پر تھی میں معاویہ
کیا گنہگار ہے کہ :

"بسم اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے تھی اور غرضی، جسکے اور کہ میں مطیع
و فرمانبردار رہنے کی بیعت کی اور یہ کہ ہم اہل
اس کے کسی امر میں جبراً نہیں کریں گے۔
اور یہ کہ ہم حق کہیں گے، اور حق پر قائم
رہیں گے۔ ہم جس عمل میں بھی ہوں گے
ہم کسی عادت کو نہ دہنے کی عادت سے
نہیں ڈریں گے۔"

اسی دوسری اہلیت خلافت پر نظر
دیتے ہوئے ہے کہ کسی امر میں جبراً نہ سے
اس کی اہلیت کے باوجود منع فرمایا ہے۔

دلیل اول | اور اس کی دلیل اول تو یہی
حدیث ہے کہ نہ کہ آخری جملہ میری طرف ہے
ان تقول او تقوم بالحق الخ خود
آپنی بات پر واضح دلیل ہے کہ اگر علیؑ
وقت بیکار ہو تو حق بات کا اعلان کرنا چاہیگا
اور یہ امر بدعتِ اہم اس وقت ہی ظاہر ہوگا
جب کہ اس فاسق خلیفہ کی بیعت کو گے
سے اعلان ہوئے۔

دوسری دلیل | دوسرے یہ کہ مسند

آنچسمر در احادیث نساہی مروی
سے کہ :

بایضا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم علی
السمع والطاعة فی البسر
والعسر والمنشط والمکدر
وان لا تنافح الا مواہلہ
وان تقول او تقوم بالحق
حیث ما کنّا لا نخاف
لومة لائم۔

نظر ہمیں اہلیتِ ثانیہ سے
کہ ازمنہ از حستہ امر باوجود ان اہلیت
منع فرمودہ اند۔

دلیل اول | و بیش اقل ہمیں
حدیث مست چہر جملہ اخیر یعنی
ان تقول او تقوم بالحق
الخ خود بریں قدر ولایت واضحہ دارد
کہ اگر خلیفہ وقت فاسق ہو داد
حق بایہ داد۔ و ایں امر بدعتِ
اہم ہمیں وقت ظہور کنند کہ علیؑ
بیعت قرآن کہد۔

دلیل دوم | و ثلث آنکہ در اقامت

فاسق اور مستی خلافت و نشاندہی
جہاں بجا تشکیک محذور ہی ممکن ہو
لازم ذات نیست کہ احتراز از اذی
قابل است تمام باشد۔ باقی ماندہ آنکہ
اندیشہ فتنہ و فساد موجب نمی
باشد۔ اگر عقل با مشہد دریں جا
معتول نیست۔ چہ اول علی الاطلاق
ایں طور منہج نمی فرمودند۔ بلکہ بشرط
اندیشہ مذکور منہج سے فرمودند
و اگر بجا تذکرہ و توبہ فساد و تشکیک
و فتنہ محبتہ کردہ آید قطع نظر از
آنکہ مارا کہ مجسمہ ہمستال ہم
کافی است۔ بحسب تعذرت ایں را
چہ جواب است کہ قریش عطف
جلد لاحقہ احمی و اَنْ نَقُولَ اَوْ
نَقُولَ بِالْحَقِّ مَعِ اَوَّلِ سِرِّ
و ثانی احمی آنکہ مراد از اہل بیت
علم و تقویٰ و زہد و قوت و ہمت
و حسن تدبیر است نہ فقط اسلام
و قریشیت۔

ہفتم آنکہ اعتقاد خلافت
جو جسراست قیام و قمر و غلبہ بکرم

خلافت سے فاسق کو انارشیتہ اور انکی
جگہ دفع و پرست کو بٹھانے کی کیا
تقصی پوشیدہ نہیں ہے بلکہ لازم ہے
کہ اس سے بچنا ضروری ہو۔ باقی رہا کہ فتنہ
و فساد کا اندیشہ ممانعت کا سبب ہو تو
اگر کوئی عقل والا ہو تو اس کے لئے یہاں
معتول نہیں ہے کیونکہ اوکی تو مطلقاً اس
طور پر متنب نہیں فرماتے تھے بلکہ مذکور اندیشہ
کی طور منہج فرماتے تھے اور اگر اکثریت
کے خلاف سے فساد کا واقعہ ہوا اس سے
مواقعہ پر محبت میں دیا جائے تو قطع نظر
اس کے کہ ہم جواب دیتے والے ہیں
اس کا احتمال ہی کافی ہے۔ سوائے وہیں
دھانگی کے اس کا کیا جواب ہے کہ جلد
لاحقہ کے عطف کا قریشی مرتب ملو و اَنْ
نَقُولَ اَوْ نَقُولَ۔ اول کی تفسیر کرنا
ہے نہ کہ دوسرے کی۔ میرا مطلب یہ ہے
کہ اہل بیت سے مراد مسلم، پرہیزگاری،
زہد اور بہت کی قوت اور حسن تدبیر
ہے۔ صرف مسلمان اور قریشی ہر کالانی نہیں ہے۔
ساتویں یہ کہ خلافت کا انعقاد
عقل۔ زور اور تربیت کی وجہ سے ضروری

ضرورت سے مست و خروغ اندیشی صورت
 یا نہ پیشہ فتنہ و فساد نہ آنکہ بذات
 خود ممنوع است۔ میں نے کہے۔ بڑور
 و غلبہ مستط شو و دیکھاں را
 لائق خلافت نہایہ اگر امیر غلبہ
 دارندہ رواست کہ سر بر آندہ و
 دست از اطاعتش بہ ازند آندہ
 خدا داند کہ ایس ظہیر اوشان
 راست خواہ کدیانی۔ واللہ اعلم
 ہمشتم آنکہ اتہاج و اطاعت
 آنکسہ و خلفاء و جوب آل مشرک
 بشرط بقا امامت است نہ وقت
 مثل اتہاجات رمل تا و قیام نبوت
 کسی بحال خود باقی ست ، اعنی
 منسوخ نبوت دیگرے نہ گزیدہ
 اتہاج او امر و نواہی شان
 ضرورت سے مست و زمانیکہ اوشان از
 حسیہ نبوت خود بر آئند اعنی
 نبوت شان منسوخ گردد۔ آندہ
 دتہاج اوشان ضرور نیست ،
 خواہ اوشان زندہ باشند مثل
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا مردہ

کے سبب سے اور اس صورت میں اطاعت
 سے نکل جانا فتنہ و فساد کے اندیشے سے منع
 ہے نہ یہ کہ بذات خود خروغ نہا جائے پس
 اگر کوئی ظہیر اور طاقت کا بغیر ہو جائے اور
 دوسریوں کو خلافت کے لائق نہ دیکھائی دے تو
 اگر غلبہ کی امید رکھتے ہوں تو درست کہ اس کے
 خلاف آنکھ کھرت ہوں اور انکی اطاعت نہ
 اٹھالیں آندہ خدا جانتا ہے کہ ان کی یہ گمان
 درست ہو گا یا نہیں۔ واللہ اعلم۔
 آنکھوں سے یہ کہ خلفاء اور اماموں کی
 اطاعت اور پیروی کا واجب ہوتا۔ انکی
 ازہمت کے باقی رہنے کی شرط کے ساتھ
 مشروط ہے جیسا کہ رسول کی پیروی
 ای کی رسالت کی بقا کی شرط کے ساتھ
 مشروط ہوتا ہے جبکہ کو کسی نبی کی
 نبوت اپنی حالت پر باقی ہے یعنی دوسرے
 نبی کی نہ سے منسوخ نہیں ہوتی تو اس کے
 احکامات کی پیروی ضروری ہے اور جب
 امید اپنی خبر سے مبرا ہو جائیں یعنی
 انکی خبر سے منسوخ ہو جائے تو اس وقت انکی
 پیروی ضروری نہیں ہے وہ خواہ زندہ ہی کیوں
 نہ ہوں جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام یا اپنی امتیاز

بہرست مخصوص خود۔ پہنچیں خلفاء
 بڑا پیر پنداشت۔ پس اگر خلیفہ را
 بواجبی معزول کنند یا خلافت او
 قبول نہ کنند اتباع او امر و نواہی او
 لازم نہ خواہد بود۔ غایت ما فی السبب
 ایں عزل و عدم قبول نازبیا و مکرود
 و ممنوع بود۔ غرض تاکید است بر
 نسبت اطاعت الی الامر علی العہدست
 یکہ تا وقت بقار خلافت و امامت
 شایست۔

امامت اور خلافت کے باقی رہنے کے وقت تک ہیں۔
 نعم انکرا اگر افراد کثیرہ در
 یہ امت معنی ثانی شریک باشند
 فرق اگر باشد و تہذیب و ضعف
 و زیادہ و قلت باشد۔ کن وقت
 الفضل است کہ افضل را خلیفہ
 گردانند نہ آنکہ واجب است
 چنانچہ ظاہرست و ہم از تقدیر
 بہرستہ خلیفہ اول با مرچہ بعد
 وفات سرور کائنات علیہ السلام
 علی آلہ الصلوٰۃ و التسلیم است
 اول انصار را و ائمہ امامت بسر

موت کے ساتھ ذہبت تشریف لے گئے ہوں
 اسی طرح خلفاء کو بھی کھ لینا چاہیے۔ پس
 اگر کسی جس سے خلیفہ کو معزول کر دیں یا
 اسکی خلافت کو روک قبول نہ کریں اس خلیفہ
 کے احکام اور نواہی کی تعمیل ضروری ہوگی زیادہ
 سے زیادہ یہ کہ خلیفہ کا معزول کر لینا اور قبول
 نہ کرنا بعض حالات میں ناممکن سبب بعض
 میں ممکنہ اور بعض میں ممنوع ہوگا غرض
 یہی کہ ہم کی طرفت الی الامر علی العہدست
 متعلق تاکیدی عام طور پر ہیں بلکہ ایسی

افتاد۔ اگر افضلیت در امام ضروری
 ہووے اسے اسے خیال محال ہو۔
 چہرہ افضلیت مہاجرین و انہم چار یار
 و بقیہ عشق و مبشر و دران زمانہ ہم
 حکم پر سیاست داشت خصوصاً
 افضلیت خلیفہ اول۔ و اگر گفتہ
 شود کہ تا آن وقت ضرورت
 افضلیت مثل ضرورت قریشیت
 معلوم نہ باشد۔

جوابش این است کہ
 ضرورت قریشیت محض شرعی است
 و عقل را دران مجال بہ اخلت نیست
 آری افضلیت بہ شاہ است کہ
 اگر ضروری باشد (حتی بر ہی بود
 و اثری ہم داگذاشتیم) پاس
 از آنکہ

"الافئمة من قریش"
 خوانندہ شدہ آن وقت کہ خلیفہ
 اول خالد بر حضرت عمر و حضرت
 ابو عبیدہ رضی اللہ عنہم کہند چنانکہ
 یاد باشد، خود دلیل کامل است
 برین صفا۔ چہرہ اگر نسبت شود

افضلیت (واجب ہونی قریش) انصار
 کا و احیہ ایک خیال محال ہوتا۔ کیونکہ
 صد ہجری صحابہ کی اور ان میں ہی چار
 یاروں اور باقی عشق و مبشر کی افضلیت
 اس زمانے میں بدیہی طور پر مسلم تھی۔
 خاص طور پر خلیفہ اول کی افضلیت اور
 اگر کہا جائے کہ اس وقت تک خلیفہ کا
 افضل ہونا قریشی ہونے کی ضرورت کی
 طرف ضروری نہ تھا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ
 قریشی ہونے کی ضرورت صرف شرعی ہے
 عقل کو اس میں دخل نہیں کی مجال نہیں
 ہے بل افضلیت اس درجہ پر ہے کہ
 اگر ضروری ہو یعنی واضح ہو، اور چلے ہم
 اس کو بھی چھوٹتے ہیں اور اس کے بعد
 اگر حدیث کے مطابق کہ

"خلق قریش میں سے ہوں گے"
 نشان لگتی تو اس وقت خلیفہ اول نے
 خلافت کو حضرت عمر اور حضرت ابو عبیدہ
 رضی اللہ عنہم کے حوالے کیا جیسا کہ آپ
 یاد ہوگا۔ یہ باعث اس تہا پر مکمل دلیل
 ہے۔ کہ نہ اپنے مقابلے میں اگر وہ

دوسروں کو افضل جانتے، اور یقیناً
دوسروں کے مرتبوں کا فرق ہی کو معلوم
تھا تو جس کسی کو وہ افضل سمجھتے، اسی کی
بیعت کہنے کے لئے ارشاد فرماتے۔

مشہد اور اگر یہ کہ ایک کے دونوں
کو ایک ہی مرتبہ کا سمجھا ہو گا تو ہر چند کہ یہ
خیال بیہودہ اور جھگڑا شنی ہے مگر
سخت لڑبڑ حتیٰ بہت تو پھر اس بات کا کیا
خدا پیش کریں گے کہ حضرت امام حسن،
رضی اللہ عنہ نے خلافت حضرت امیر
معاویہؓ کے سپرد کر دی تھی۔ شیعہ لوگ اگر
نظر حق میں بندہ کے یا پھر گزشتہ کلمہ
کو پس لگے۔ مگر سنی کیا کہہ سکیں گے
ہر چند شیعوں کا تعلق کاغذ پر بھی
اس واقعے میں وجہ کا مشتبی ہے کیونکہ اتنی
کثیر تعداد فوج جو ان کے پاس تھی اور فوج
بھی انکار کر رہی تھی یہ تعلق کاغذ گزشتہ
زیادہ وقت نہیں رکھتا۔

یہی بحث تو متنبیوں کے اصول پر
ہو رہی ہے لیکن چونکہ سنی پہلے تسلیم کر
چکے ہیں اس لئے انہیں تسلیم کرنے کے سوا
کوئی چارہ نہیں ہے اور اس قدر بحث کے بعد

دیگران را افضل میدانستند باری
تفاوت مراتب دیگران بالیقین
معلوم بود مگر کافضل میدانستند بہ
بیعت ہمیں کس ارشاد میں فرمادہ۔

مشہد اور اگر گفتہ شود کہ ہر
دو را بیک مرتبہ دانستہ باشند
ہر چند کہ قسم بیہودہ عیب داشت
تعمت محض سست و مکابہ سخت
درین امر چہ ہند خواہند آورد کہ
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
خلافت با امیر معاویہؓ سپرد نہ شد
اگر چشم حق ہیں بستہ یا شکستہ ہزار
تقیسہ کلمہ متنبیان چہ خواہند گفت
ہر چند اس ہند مشہدیان نیز درین
واقعہ تعنت و مکابہ است
چہ با این افواج کثیرہ کہ بودند و
آں انکار کہ لشکریان کہ نمودند این
ہند پوچہ بفرج گزشتہ آورد۔

الحکام بر اصول متنبیان است
اوشال را بجز تسلیم یا نہ خود تسلیم
کردہ هیچ چارہ نیست و بعد
این ہمسہ چنین و چنان اس قدر

یہ بات گھل کر آگئی ہے کہ کسی کا افضل ہونا
خلیفہ نامزد کرنے کیلئے صرف افضلیت کا
موجب ہو سکتا ہے اس کی نامزدگی کے
واجب ہونے کا سبب نہیں ہو سکتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ انسان کی
حالت بدلتی رہتی ہے اسی وجہ سے تو
اس کا نام حال رکھا ہے پس ممکن ہے کہ
ہزاروں کو جس کو چاہتا ہوں کہ ایک وقت
تقویٰ، طہارت اور دنیا سے بے رغبتی ان
کو بدلتی ہے اور عبادت اور اطاعت کا
محنتی کنسہ پر ہے اور اطاعت و طاعت
کا علم کافی ہے لیکن پھر کچھ عرصے کے بعد
شیطان کا کھلونا بن جاتے ہیں اور پہلی راہ ہدایت
کے برخلاف چلنے لگتے ہیں اصل حالت میں تو
وہ دوسرے حتیٰ میں خلافت کی لیاقت
رکھتے ہیں لیکن دوسری حالت میں نہیں۔
گیا رہنما اس حوالے سے کہ نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کے اطروا ہی صرف
کسی چیز کو واجب اور حرام کرنے کے لئے ہی
نہیں جوق بلکہ امر معلوم استحباب اجتناب
وغیرہ کیلئے بھی جھٹکتے ہیں البتہ ترمیز کرنا کہ
کوئی امر نہی ایک باب و تحریم کے لئے ہے

بہسی است کہ افضلیت کے
موجب افضلیت اختلاف اولیٰ
توان شد، سبب وجوب اختلاف
اوتوان شد۔

دہم آنکہ حال در معرض
تحول می باشد نہیں است کہ
حال نامزدند پس ممکن بلکہ ہزار
را می۔ پس ہم کہ وقتی تقویٰ است
و طہارت و زہد است و
عبادت و سجادۂ طاعت و روض
و حلقہ طاعت خداوندی در
گوشش باز پس از چند می شود
شیطان سے شوند و برعکس وہ اول
میرود۔ در حال اول
لیاقت خلافت بمعنی ثانی دارند
نہ در حال ثانی۔

یاد دہم آنکہ او امر و نواہی
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہ فقط
برائے ایک باب و تحریم می باشد
بہر استحباب و غیرہ امور معلومہ
نیز می باشد۔ آری ترمیز ایچہ اس
امر و نہی بلکہ ایک باب و تحریم است

و ایں امر و نمونہ برائے استحقاب و غیرہ برکس را میسر نیست آنکہ فرق مراتب سو جہات امر و نمونی و عقلی ثانیست آن را می شناسد۔ ایں را می داند۔ چون بحکمت و رین امر خاص است و مزنی از تقسم باید گذشت۔ اگر خلیفہ وقت اہلیۃ ثانیہ داشتہ باشد قتل و جہالہ او حرام قطعی است چہ مضرة دینی و دنیوی۔ بے شانہ نہ منافع دینی و پیش خود آمد۔ و ایں قدر کید است کہ فی داند کہ ایں قسم امور حوام مطلق می باشند۔ و اگر از اہلیۃ ثانیہ بہرہ ندارد۔ فقط باہلیت او فی سریر قدرت را زیر پا گرفتہ و بر مسند امامت و حکومت اہل ان شستہ می باید دید کہ در تقدیر عزلی آن و نصب دیگران اگر فقط اختلاف جان و دل خویشی است و بس امیہ غلبہ و جہل

اور کہند استحقاب و اہلیت کے طبعہ ہر شخص کے ہیں کہ اگر نہیں ہے دل وہ شخص جو کہ امر و نمونی کے متفقہ کے مرتبہ اور اس کے اعز اس حد کے فرق میں نہیں ہے ایں فرق کو سمجھ سکتے ہیں چونکہ ہر خاص میں ہیں بحکمت کہتے ہیں تو کچھ شاذ اس طرف کی کرونا چاہیے۔ مگر علیہ وقت خلافت کی و پھر فی قہر کی اہلیت رکھتا ہو کہ وہ بزرگوار ہے تو اس وقت تک کہ ہر جگہ بدانی کرنا قطعی حرج ہے کہ جو اس صورت میں کی دینی نشانی کے شانہ کے غیر دینی و دنیوی ہیں چہ تین لے گا کہ اس وقت کو کہیں جو نہیں جانتے کہ اس قسم کے امور بالکل حرام ہوتے ہیں اور اگر اہلیت نہ ہو تو وہ ہرگز نہیں ہے صرف یہی اہلیت کی وجہ سے نہایت

کہ پیشہ پاوں کی جگہ چہ جہت ہے و اس نے خلافت کے اہل کو ان کی جگہ گیری ہوتی ہے۔ تاہم یہ دیکھنا چاہیے کہ اس کو تخت کے شانہ اور دوسری کو ہٹانے میں اگر صرف دینی جان مال کا کوئی اور فائدہ کی امید اور

ملے یعنی قرینیت کے ساتھ صاحب علم و تہذیب کی جو۔ مترجم

ملے یعنی نقصان دینی اور دنیوی و دونوں قسم کا ہوگا اور کوئی دینی فائدہ نہ ہوگا مترجم

شوکت نیست نہی از قستال
 جہاں او نہی شغقت خواہ بود
 و اگر اندیشہ تماشای و استعاره
 فتنہ باشد یعنی بدانکہ اس آفت
 در بعض و طول خود کردہ و نا کردہ
 را فرا خواہ گرفت فقط سرکار
 با اہل پیکار خواہ ماہر آن وقت
 نیاید کہ دست قتال کشاید بگو
 اکثر ہیں اسف کہ ایں تخسیم
 بے حقیقت مشایع و برگ خود
 دور دور می رساند و ہوں
 فرماندہ کینہ از سینہ سلاطین
 دریں چنین اوقات سر میزند و
 حسب مال و جاہ کینہ کش بدخواہ
 خود می شود - بایں ہمسہ آن
 طرف مال و دولت در دست و
 خشم و عدم سر پرست ، قزو
 استیہ حاصل ، تحالف و مزاحم
 مستاصل و ایں طرف بخشنہ
 مشک و دانی و امید پشمانی
 چیست کہ اُمید بستہ آید و
 قوت دشمن شکستہ آید - لیکن

شوکت کی صورت نہیں تو اس کو ایسے طریقہ
 سے جنگ و جدال کہنے سے منکر نہ صرف
 شغقت کے طور پر بلکہ اگر فتنہ کے بحر میں
 اورتماشای کا اندیشہ ہی میرا مطلب ہے کہ وہ
 ہمارا تہمت ہے کہ آگ اپنے سر میں طول میں کہنے
 دے اور کہنے والے کو گیر لگی صرف اہل
 پیکار ہی محدود و بے گت تو اس وقت
 جنگ و جدال کہنے ہوتے ہیں اٹھنا پڑنا
 مگر کڑی ہے کہ یہ عمومی سیاق و سباق میں
 اور پتے دور دور تک پہنچا ہے اور کہیں
 پہنچے کہ اس قسم کے حالات میں سلاطین
 اپنا اتنی مہ لیتے ہیں اور مال و جاہ کی
 محبت اپنے دشمن سے کینہ پر مجبور کرتی
 ہے - اس کے باوجود اس طرف ہاتھ
 ہیں مال و دولت ہوسکتے ہیں اور نوکر
 چاکر اور لشکر و گار ہر تہمت اور
 تسلط حاصل اور مخالفت مزاحم کی جری
 کہ کھلی اور اس طرف شوئے چھوٹے
 اور در پردہ امیدیں باندھنے کے سوا
 کیا رکھا ہے کہ اُمید پوری ہو جائے اور
 دشمن کی قوت ٹوٹ جائے لیکن پھر گاہی
 غیبی نصرت بے سرو سامان لوگوں کی

ماہم کار پیدا کر دیتی ہے اور
 کابریلے مرد سب ماہم می شود
 و اقبال و نصرت ہوگا سب
 خانماہم میگردود۔ انقلاب
 دولت بنی ہرگز از دست
 عباسیان کشیدہ باشی و ترقی
 دولت محمودیہ در گتیب ویدہ باشی
 پس اگر امید خلیفہ و بشار شوکت
 باشد، اور محمد پرو مجاور چہ باک۔

و محاصل و در صورت فسق
 خلیفہ موازنہ در منافع و مضار
 خلق بیعت باید کرد بر چہ راجع
 نماید بان کار بندہ باید شدہ و ایس
 مضبوطیست کہ در اشارت

آیت
 قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَ

میں اگر جنگ میں فائدہ ہو تو جنگ کہہ اور اگر ملکی نقصان کا اندیشہ ہے، تو پھر جنگ سے
 باز ہے۔ ترجمہ

مکہ اس آیت میں شراب اور عسل کے بارے میں حکم دیا گیا ہے کہ ان دونوں میں گناہ بڑا اور
 کچھ منافع بھی ہیں۔ لیکن گناہ ان دونوں کے منافع سے زیادہ ہیں۔ اس لیے جب گناہ غالب ہو
 تو اس کا اعتبار کر کے اس کو حرام قرار دیا گیا۔ اسی طرح خلیفہ کے خاستق ہونے میں اگر نقصان
 غالب ہو اور فساد و افساد تباہی میں غالب ہو تو چاہیے کہ ایسے خلیفہ کو معزل کر دیا جائے۔ ترجمہ

محاصل یہ ہے کہ خلیفہ کے بہار چلنے
 کی صورت میں اس کی بیعت کے ٹوٹنے
 کے نفع و نقصان کا اندازہ کرنا چاہیے۔
 جو صورت رائج ہو، اس پر عمل کرنا
 چاہیے اور یہی مضمون ہے جو کہ اس آیت
 کے اشاروں میں پشماں ہے۔

کہہ دیجئے کہ ان دونوں

یعنی شراب اور

جھکے میں بڑا گنہ ہے اور لوگوں کو گھٹے
کچھ منافق بھی ہیں لیکن ان کے نفع سے
نقصان نہ پادہ ہیں۔

یاد رہے کہ احادیث کی صحیح
کتابوں میں جیسی مسلم، عبادہ و بی حدیث
سے روایت ہے کہ

تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و سلم نے اہل بیت دی۔ پس ہم نے بیعت
کی۔ پس جن بہتوں کو ملے ہم سے بیعت
کی۔ یہ تمہیں کہ ہم بیعت کریں اہل بیت
و فرما خبر داری پر اپنی خوشی اور ناخوشی
میں: اپنی تنگی اور فراخی میں، اور
اولوالا امر سے ہم جھگڑا نہ کریں۔ پھر حضورؐ
نے فرمایا: ہاں اگر تم کھنڈہ کفر و کجی کو اس
کے بارے میں تمہارے پاس اللہ کی طرف
سے پرانی موجود ہو (تب اولوالا امر
سے نزاع کر سکتے ہو)

اس روایت سے آفتاب کی خراج
روشن ہے کہ اگر خلیفہ علی الاعلان کھنڈے
گنہ کا مرتکب ہو، اور امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر سے اثر قبول نہ کرے
تو اس کے ساتھ نزاع جائز ہے۔ کیونکہ

مَنَافِعُ يَلْتَمِسُ وَإِنَّهُمْ مِمَّا
أَعْيَبُوا مِنْ تَفْعِيلِهِمَا وَدَلِيلُ
نفسا وہ اندر

دو آواز ہم آنکھ اور احادیث
کتاب صحیحہ میں مسلم از عبادہ بن
حدیث مروی سے کہ

دعا کا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم قبا یعتنا
فلکان فیہما اخینا علیہما
ان یایعت علی السمع
والطاعة فی منشطنا
و مکوہنا و عسرفنا و یسونا
و اثرة علیہما ولا یتنازع
الا ہواہلہ قال الا ان
تسروا کھڑا ہوا تھا حشد کم
من اہلہ فیہ، برہان۔

اگر اس روایت مثل آفتاب
روشن است کہ اگر خلیفہ علی الاعلان
مرکب معصیت، مینہ ہر شدہ و
از امر معروف و نہی علیٰ منکر
منہ ہر نشود و نماز و عت با او

جائز است چہ مراد از کفرًا
 بواجب در اینجا معصیت است
 بقدرت سر جملہ عند کہ من اللہ
 فیہ بوجہان ورنہ کفر اصطلاحی
 محتاج ایں توصیف نبود چہ نہ
 ظاہر است بپہنیں جہلہ لا ہا
 اقاموا الصلوٰۃ کہ در بعض روایا
 معنی مسلم بعد استثنای صوابہ از
 منابتہ امر فتنہ وارد است
 بری امر و الت وارد کہ اگر کسی ارکان
 ضروریہ و فیہ را ترک دہد و مست
 اطاعت از دست او بایہ کشیدہ
 نیز دہم ^{۱۱} منکو فسق را مدارج
 کثیرہ است و حکم ہر در جہد جہاد
 بمسہ را بیک فرق نباید گرفت
 شرب غمر و امثال او نیز
 فسق است و ترک حرم و صلوٰۃ و
 حج و زکوٰۃ ہم فسق است - باز
 اخفای آن نیز فسق است و اعلان
 آن نیز فسق است و تمہاکردن ایں
 کار را نیز فسق است تخریر دیگران

کفرًا بقا حلالہ میں مراد گناہ ہے
 عند کہ من اللہ فیہ بوجہان
 کے قرینے سے - ورنہ اصطلاحی کفر اس
 صفت بیان کرنے کا محتاج نہیں ہے
 چنانچہ ظاہر ہے اسی طرح جملہ لا ہا
 اقاموا الصلوٰۃ کہ نیز مسلم کی بعض
 روایات میں صحابہ کے پوچھنے کے بعد حکم دیا
 تھا ہے جبکہ صحابہ نے ہر حاکم کی طرف
 کے متعلق سوال کیا تھا یہ جملہ اس بات پر
 دلالت رکھتا ہے کہ اگر کوئی حاکم دین کے
 ضروری ارکان کو چھوڑ دے تو اس کی طرف از
 سے ہاتھ کھینچ لینا چاہیے۔

تیسری چیز یہ کہ فسق کے مرتکب وہ
 ہیں اور ہر مرتکب کا حکم بھی جدا ہے سب
 کو ایک ہی مجاہدہ کھینچا جائیے۔ شرب کا
 پینا اور اسی طرح کے گناہ (جنا و غیر) بھی
 فسق ہے اور روزہ، نفلہ، حج اور زکوٰۃ کا
 چھوڑ دینا بھی فسق ہے پھر فسق کا چھپانا بھی
 فسق ہے اور فسق کا اعلان کرنا بھی فسق ہے
 اور ای کاملاً کہ تمنا میں کرنا بھی فسق ہے
 اور دوسروں کو دغبت دینا بھی فسق ہے۔

شعا و ملاہ سے نزل ملکہ حبیب ملک کہ وہ نماز قائم کرتے رہیں۔ اقولہ

اسی طرح حرام کاموں کا گناہ بھی فسق ہے اور بدعت کے کاموں کا اعتقاد گناہی فسق ہے۔ پس جہاں فاسق غفلت کے خلاف علم بناوٹ بننے کرنے سے ڈرایا گیا ہے اس سے مراد مطلق فسق رکھنے سے بیزا مطلب یہ ہے کہ فسق صرف فسق ہونے کی حیثیت سے یعنی اس کی باہریت اور مصداق امور زائدہ کا اعتبار کئے بغیر غلیظہ کے خود معزول ہو جانے یا معزول کر دینے کا موجب نہیں ہے۔ درحقیقہ کاموں جو فسق ہی ہو مگر چہ کفر و اوج ہو اور یا ترک نمازی کیوں نہ ہو، عزل کا سبب نہ ہو سکتا۔

مغرض اس کہنے سے کہ فاسق کے خلاف خروج نہیں کرنا چاہیے یہ لازم نہیں آتا کہ فسق ظاہر کے اعلان کرنے اور دین کی ضرورت ترک کرنے اور بدعت کا ارتکاب کرنے پر بھی خودی نہیں کرنا چاہیے۔

تیسرے یہ ہے کہ فسق کی مشگل ہے

ہم فسق است، پچھیں ارتکاب امور مجرم ہم فسق است و اعتقاد امور مبتدعہ ہم فسق است پس جائیکہ تکذیر از خروج بر فساق فرمودہ اند مراد ازاں مطلق فسق و امتداد اند۔ مراد ایں است کہ نفس فسق من حیث است حکو یعنی دایرہ بدعت و مصداق فسق ہے امتداد امور زائدہ موجب عزل و انحرال نیست۔ ورنہ ہر نوع فسق کہ باشد اگرچہ کفر و اوج یا شد و حرکیہ صلوٰۃ بود، موجب عزل نتواند شد۔

مغرض ازیں گفتن کہ بر فاسق خروج نہ کیا کر لازم نہی آید کہ بر اعلان فسق ظاہر و ترک ضروریات دین و بدعت، ہم خروج نہ کیا کر۔

باہلہ فسق کلی مشکک است

۱۔ مسئلہ تشکیک سنگین میں ایک ممبر کا مسئلہ ہے۔ یہاں ای تفصیلات کی گنجائش نہیں مختصر طور پر یوں سمجھئے کہ افراد میں صفت کے اعتبار سے کئی اور زیادتی اور درجہ بدرجہ اولیت اور اولویت، زیادہ شدت اور زیادہ تخفیف جو پیدا ہوتی ہے اس کا (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

د ہر فرد اور موجب خود بخود، و
 نہ ہر مرتبہ اور مانع ازال۔ بالجملہ
 تھو مشترک فیما بین مدارج فتن
 موجب خود نیست و ہمیں
 است معنی لا یخلع ولا یجوز
 الخروج علیہ۔

چند کلام الیٰہی حقاہ اہل سنت
 و قسم است۔ یعنی متفق علیہ
 جملہ اہل سنت بیک حقیقہ
 دل دادہ اند مخالفتِ ایں قسم
 حقاہ چنانکہ شیخ و نوارہ
 و نواصب و معتزلہ و مرجعہ کو وہ اند

(پتیرہ شیعہ حضرت گزشتہ) نام تکلیک ہے مثلاً ایک دھوکا مایہ میں دو سیر کی باریک پتیرہ
 کال پر لٹا کی ملک وہ لگی ہے جو اپنے صدق کے دعوت کے اعتبار سے ختم ہو کر
 اس حق پر لٹا ہے (اسے شیعہ وہ فرقہ کہتا ہے جو ضلالت میں کی بدھنل نکالت کا قائل ہے اور
 اسی کو سب سے افضل سمجھتا ہے اور اہل بیت کی محبت کا دم ہوتا ہے۔ مترجم۔
 مثلاً خارجی و گروہ حق جو ضلالت میں کرم اللہ وجہہ کی ضلالت کشمکش بران کے لوگوں کا قائل تھا۔
 مثلاً نواصب۔ یہ ملک ظاہر میں بڑے عاجز و ناتواں تھے لیکن اہل سنت و الجماعت کے نزدیک
 یہ فرقہ نہایت اہمیت سے محروم ہے۔ مترجم۔

سکے معجزہ مسلمانوں کے فرقوں میں وہ ایک فرقہ تھا جو لوگوں کو یہ کہے کہ ترک سب کو دمسلمان کہتے
 ہیں اور وہ کافر ہیں فرقہ کلامی و عملی حیاتی تھا جس کے یہ حقیقہ پیش کیا تھا جس پر امام ابو الحسن
 اشعری نے فرمایا تھا کہ اختلاف عشا۔ وہ ہم سے صحیح العقیدہ میں پیدا ہو گیا (یعنی برحق آقا)

موجب تفسیق و تبدیلی می شود۔

دوم عقائد مختلف نیست که
اکابر اہل سنت و راہ مختلف
شده اند مثل اختلاف در تکوین
حسن و قبح۔ این قسم اختلاف را
مثل اختلاف در مشرانہ جمعہ
باید پناشت۔ اگر فرق است
و ہمیں قدر است کہ آثار کتب
کلامیہ آورده اند۔ و این را در
کتب فقہیہ مسطور نہ مگر این قدر
فرق نزد اہل عقل قابل التفات
نیست و بابل عقلا کلام نیست
پس چنانکہ شافعیہ و حنفیہ را
اگر و دیہات جمعہ نخواہند
و در آنجا جمعہ را واجب ندانند
کافرو فاسق نخواہند علی بن ابی اسحاق
حنفیہ، شافعیہ را اگر با وجود
سہ کس جمعہ را واجب ندانند
کافرو فاسق ندانند۔

کتاب تفسیق و تبدیلی کی موجب اہل ہے۔
دوسرے وہ عقائد جن میں اختلاف
کیا گیا ہے کہ اہل سنت کے بڑے
علماء ان میں مختلف ہو گئے ہیں مثلاً کسی
چیز کے حلال اور ایچے بے حدیث اختلاف
اس قسم کے اختلاف کو جو کہ شرعاً ہیں
اختلاف کی مانند کہنا چاہئے اگر کوئی فرق
ہے تو اس قدر ہے کہ اس کو کلام الہی کہنا
میں لائے ہیں اور اس کو فقہ کی کتابوں میں
تحریر کیا ہے۔ مگر اختلاف اہل عقل کے
نزدیک تر جس کے قابل نہیں ہے۔ اور
بہ عقلوں سے جدا سرور کا نہیں ہے۔
پس جیسا کہ شافعیہ حنفیہ کو اگر خفیہ دینا
میں جمعہ نہیں پڑھتے ہیں اور وہی جمعہ
کو واجب نہیں جانتے ہیں، کافر اور
فاسق نہیں کہتے، مگر پڑھیں گے خفیہ
شافعیہ کو جو میں آدمیوں کے تحت ہوئے
بھی جمعہ کو واجب نہیں جانتے، کافر و
فاسق نہیں جانتے۔

دعویٰ شیعہ اور اہل مذہب اس اعتزال کی وجہ سے اس فرقے کو متروک کہا جاتا ہے۔ مگر ہم
شعہ مرجعہ وہ فرقہ ہے جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ایمان کے ساتھ کلمہ شہادہ نہیں دینا اور کفر کے
ساتھ توحید عقیدہ نہیں۔ مگر ہم۔

پانزدہم ۱۵ اگر اختلاف نہ ہو
کسی را موجب عموم انعقاد است
اگر شخص متعلقہ بین امت نہ ہو
داشتہ باشد و جسمہ عموم
انعقاد ظاہر است جب اطاعت
اولوالامر واجبہ است۔ مگر
فرمان یا یہ پذیرفت۔ مگر
یعنی بتا۔ ایک قسم اختلاف بر
اطاعت اولوالامر است۔ مگر
تو ایہ اطاعت قبولی کی خاطر ہو
پس اگر شخص را خلیفہ وقت
خلیفہ گزاشتہ کہ یہ قدر تا سیرداشتہ شد
یکبار کہ صلوٰۃ و صیئہ و ہوا
اطاعتش دریں امر لازم نہ آید
جسہ

لَا خَلَا فَاَ كَمَا يَخْلُقُ فِي
مَقْصِدِ الْخَالِقِ

نہیں ہے۔

پندرہویں ۱۵ کہ خلیفہ برحق کی کو
ایسا ہی کہ مقام نامزد کردہ تمام فہم
کے انعقاد کا موجب ہے بشرطیکہ وہ شخص
کو خلیفہ نامزد کیا جا رہا ہے و وفات
کی دوسری حیثیت رکھتا ہو اور خلیفہ میں
ہوئی پابندی اور ممانعت نہ ہو
کی۔ جب ظاہر ہے کہ اگر صاحب امر کی اطاعت
مردہ ہے۔ وہ جو حکم قبول کرے چاہے
لیکن چونکہ اس قسم کے خلیفہ بنانے کی بنیاد
اولوالامر کی ہے۔ نہ راسی پرستہ نوری صحت
کے مجموعی قواعد پر نظر کرتے ہوئے پس اگر
خلیفہ وقت ایسے شخص کو مبعوث کرتا ہے جو
ایک وقت نامزد رکھتا ہو بلکہ اگر نمازیہ
ہو تو اس صورت میں خلیفہ کی
اطاعت ضروری نہ ہوگی کیونکہ

"السُّلْطَانُ لَا يَرْفَعُ يَدَهُ عَنِ الْخَلِيفَةِ
نَحْنُ بَعَثْنَاهُ"

یعنی ہر شخص میں قرینیت اتھنی اور علم و فہم و عقائد ہوتے ہیں کہ حیثیت کی دوسری قسم ہے جبکہ
پہلی شرط صرف یہ ہے کہ وہ قرین ہو۔ جیسا کہ ایضاً من القرآن ہے اُفْجِ بَیْ قَرْنِمْ
۱۵ یعنی جن خلیفہ برحق نے اپنا قائم مقام نامزد کر دیا۔ تو چونکہ اولوالامر نے ایسا کیا ہے لہذا
اس کی اطاعت ضروری ہوئی۔ اور نامزد خلیفہ کے سامنے تسلیم قائم نہ فرمادی ہوا ہے کہ حضرت
ابوبکر نے حضرت عمرؓ کو نامزد کر دیا تھا۔ مگر تم

اور اگر خلیفہ کے گمان میں وہ خلافت
کے قابل ہو اور دوسروں کے نزدیک نہ ہو
پھر بھی اس خلیفہ کی اطاعت اتنی بات پر
ضروری نہ ہوگی البتہ خلیفہ وقت کو اس وقت
پڑا جلا نہیں کہ کہے کہ اگر اس نے اپنے گمان
میں اس کو قابل جان کر باعید بنایا تھا اگر
وہ دوسرے خیال میں قابل نہ نکلا تو وہ
کیا کہے اور خلیفہ اور رعیت میں اس قسم کا
اختلاف اور باہمی جھگڑا خلیفہ تو اس کے اچھا
سمجھتا ہے اور خلیفہ کی ہدایا اس کام کو بُرا
خیل کرتی ہے اس قسم کی باتیں اکثر وائی
ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت ابو بکر
صدیقؓ، عمر فاروقؓ اور زید بن ثابتؓ رضی اللہ
عنہم کے درمیان قرآن کو یکجا جمع کرنے کے
بارے میں یہی گفت و بہ تھا۔ بعد ازاں اسی قسم
کے دوسرے واقعات اتنی بات پر دلالت
کرتے ہیں۔ پس ممکن ہے کہ امیر معاویہؓ بھی اسی
کے زید کو اپنی جگہ خلافت کے حق دیکھا جیسا کہ
اگر اُسے لگا اور زید کے بے افعال کی نہیں

و اگر یزیدؓ خلیفہ اور قابل
خلافت ہو و زید دیگران نبھو
تاہم اطاعتش ہمیں لازم نہ تھا۔ ہر
ابن عمر خلیفہ وقت را اس وقت
بہ شواہ گفت چہ یزیدؓ خود
اور قابل دانستہ و بعد کردہ بود
یزیدؓ دیگران اگر قابل نہ برآمدہ
چہ کند و اس قسم اختلاف و
تفاوت خلیفہ و رعیت کہ خلیفہ
امر مستحق پندار و رعیت قبیحش
انکار و اکثر اتفاق افتادہ
منجملہ مباحثہ ابو بکر صدیقؓ و
عمر فاروقؓ و زید بن ثابتؓ وہ
جمع فسادان نیز ہست و
بہنیں دیگر بدعات بریں قد
دلالت دارند۔ پس ممکن کہ
امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ
یزیدؓ را لائق خلافت خود پندار
نکردہ خواہ شدہ دیدہ و بر

ملکہ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زیدؓ پر ہاتھ نہ رکھا اللہ تعالیٰ عنہ کو
بجای قرآن کے لئے فرمایا تو زیدؓ پر ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اختلاف فرمایا۔ مگر پھر حق واضح ہونے
پر انہوں نے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے اتفاق کیا۔ مترجم

خبر فرما۔ اور دوسرے نے اس کو غلط
کہے قابل نہ پایا۔ یا پڑا اور ایسا ہی اس
کی حالت ہو گئی ہو، اس وجہ سے
انہوں نے اس کی بیعت سے انکار
کر دیا۔

القرض استخلاف طبعہ
موجب عموم انعقاد است۔ لہذا
بشریکہ در نظر رعیت امور قادمہ
در خلافت و بعد یافتہ شود۔
بلکہ پہلے جو قابل باقرض ہوں (تو عدم انعقاد واجب نہ ہوگا)

جب یہ سولہ مدت قید کے طور
پر ہیں ہرگز تشریف کی قرض کی بجایاں
بجائیں اور شیوں کے طرز فکر کے مطابق
رسول انس و جی علی اللہ علیہ وسلم کے
جو گوشہ نشین کے امام حضرت امام حسین
رضی اللہ عنہ و عن اولادہ کی شہادت
پر انکی اُٹھنے کی گنجائش نہ رہی، اور
اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے
بزرگ پلید کوئی حد بتانے میں بھی کئی شے
موجب انکار نہ تھی۔

چون این مقدمات ثابت گشت
تعیید یافت احقرض شیعہ یا انوار
پاش پاش شد۔ و بعد شہادت
در شہادت جو گوشہ رسول انقلین
صلی اللہ علیہ وسلم امام اللہ
آنحضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
و عن اولادہ جلست۔ انکشت
شہادتی تمامہ و بچشیں در و بعد کردن
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ زید پلید
راخذ شد موجب انکار نہ برآمد۔

لہذا اصل یہ لفظ یا فہ مشروط ہے۔ لاتبعدہ بلکہ فیہ غلطی ہو گئی ہے کہ اس نے
یا فہ شہادہ کہا ہے۔ مترجم۔

بکھٹ و درویشی یزید | اول
 از ولی محمدی یزید بکھٹ سے گنم
 بعد ازاں در شادوست حضرت
 سید الشہدار علیہ السلام و علی آباد
 انکھم حرف سے زخم تا و فیکہ امیر
 معافیہ یزید پلید را ولی محمدی خود
 کردہ فاسق معافیہ نبود۔ اگر چیزی
 کردہ باشد در پردہ کردہ باشد کہ
 حضرت امیر معافیہ را ازاں خبر نبود۔
 علاوہ بریں حق تدبیر در جہاد آہنگ
 کہ از و مشور شد مشور دست۔
خواہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
و سلم در باب یزید و جہاد کش
در بیت ام محمدان رضی اللہ تعالیٰ
 کہ حضرت محبوب رب العالمین
 صلی اللہ علیہ وسلم و علی اکبر و حبیب
 و محمدین یک بار دو بار خشنود
 بیدار شدند و ہر بار خندیدند
 در و جہاد فرمودند (کہ جماعتی
 از امتش میں خود را دیدہ ام کہ در
 دنیا جہاد میکنند و در شان
 اوشان فرمودہ اند۔

یزید کی ولایتی پر بحث | اول
 یزید کی ولی محمدی پر بحث کیا بولیں
 کے بعد سید الشہدار اُن پر اور ان کے
 آباء پر سلام ہو، کی شہادت پر کلام
 کرتا ہوں۔ جس وقت کہ امیر معافیہ نے
 یزید پلید کو اپنا ولی محمد بنا دیا تھا تو وہ
 علانیہ فاسق و فحشہ اگر اُس نے کچھ کیا ہوگا
 تو در پردہ کیا ہوگا کہ حضرت معافیہ کو
 اس کی خبر نہ تھی۔ علاوہ ازیں جہاد میں
 یزید کا خشن تدبیر جیسا کہ اس سے پہلے
 گیا، معصیہ ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خواب
یزید اور اہل کوفہ کے بارے میں
ام محمدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 و علی اکبر و محمد و محمدین ایک مرتبہ فرما
 سوتے اور چلے اور ہر مرتبہ چلے اور
 ہنسی کی وجہ بیان فرمائی کہ میں نے
 اپنی امت کے ایک گروہ کو دیکھا ہے
 کہ دنیا میں جہاد کرتے ہیں اور ان کی شان
 میں (یزید صلی اللہ علیہ وسلم کے) فرمایا
 ہے کہ:

وہ تخت نشین بادشاہ میں یافت
نشین بادشاہوں کی طرح ہیں ۔

دوسرے خواب کا مصداق بھی یزید
اور اس کے ساتھی ظہور میں آئے۔ چنانچہ
تاریخ کے جاننے والوں اور حدیث پرستوں
والوں پر پوشیدہ نہیں ہے زیادہ سے
زیادہ اس بابہ میں پوشیدہ و خرابیوں
کے باعث کہ یزید رکوتا تھا، منافقت کی
طرح جو کہ بیعت رضوان میں شریک تھے، اور
نفاق کی وجہ سے اللہ کی خوشنودی ان کو
نصیب نہ ہوئی، یزید بھی اس بشارت
کی نصیحت سے محروم رہا۔

امیر معاویہ کا خلافت کے بارے میں نظریہ

اور اس طرف حضرت امیر معاویہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نظریہ خلافت کے متعلق
یہ تھا کہ جس کی حکومت کے انتظام کا سلیقہ
دوسروں سے زیادہ ہو، گو اس سے افضل
ہوں تو دوسروں سے اس کا خلیفہ بنانا
افضل ہے۔ اس بات پر اظہار کرتے ہوئے
یزید کو انہوں نے دوسروں سے افضل جانا
اور اگر وہ انہوں سے افضل نہ جانا تو اس

ہلولاً علی الاسرۃ (۱)
ہشل السلولہ علی الاسرۃ (۲)
مصداق خواب ثانی ہمیں
یزید و ہمراہی شخص برآمد چنانچہ
برسرِ رنج و امان و حدیث خوانان
پوشیدہ نیست۔ غایت مافی الباب
بسبب خرابی پستی پستی کی
داشت، سمجھو عسک قتل کے در
بیعت رضوان شریک بودند و بوجہ
نفاق رضوان اللہ نصیب او شان
نشد، یزید ہم از نصیب الی اس
بشارت محروم شد۔

مذہب امیر معاویہ در بارہ خلافت

و ایں طرف مذہب حضرت
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ در بارہ
خلافت ال بود کہ ہر کس سلیقہ
انتظام حکومت زیادہ از دیگران
باشد گو افضل از او باشد
افضل است از دیگران نظر میں
اور افضل از دیگران دانستند
و اگر افضل نہ باشند پس پیش

اگر یہی نصیحت کہ ترک افضل کر دے۔
 چنانچہ درمقدمت سب بات
 واضح مشورہ کہ استغفار افضل
 افضل است و واجب۔ لیکن
 این قدر را گستاخ توں گفت
 کہ بہت پشتیم امیر معاویہ
 پیش اہلک و ایں طرف امیر معاویہ
 رضی اللہ عنہ را از اجل اصحابہ
 نہی شماریم کہ نصیحت ترک
 افضل و اوسط ہم دریں چنین
 امور مضرت نمائیم
 حال یزید پس از وفات امیر معاویہ
 رضی اللہ عنہ۔

ہاں پس از انتقال او شای
 زید پای خود از شکم برآورد و
 حل بکام و دست بکام سپرد۔
 اعلان فتن نمود و ترک مسکنہ دار
 بکام بعض مقدمت سبقت قابل
 ثل ان کے انتقال کے بعد یزید نے
 پر پڑے ٹکڑے شہرے کئے اور دل کو
 خواہش نفس لہذا کہ کو جام شراب پر
 لے گیا۔ فتن کلم کہہ کر لگا افسانہ چھڑ
 دی۔ بعض سابقہ تمیہوں کی بنا پر عمر

نے بھی افضل کو قائم مقام نامزد کیا نہایت اچھا ہے، واجب نہیں ہے مگر
 مکہ میں یہ نہ صرف امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ
 تعالیٰ عنہم کی طرح کے دیے صحابہ میں سے تھے کہ یزید کا پناہ نہیں بنائے پر ان کی طرف
 سے ہم مضرت پیش کریں۔ مگر ہم

عزل گردید و اس قسم تحول احوال
مختلفہ آمدہ ام کہ ممکن است
محال نیست بلکہ دریں وقت رامی
اہل رامی و تہذیب مختلف افتاد۔
کسی را کہ اندیشہ فتنہ و فساد
غالب افتاد ناچار دست بہ
بیعتش بکشاد و احترام اعلیٰ المعیت
شرط اتباع معروف در میان نہاد
و ان را کہ برعکس جماعت گیر و
مثلاً امیر غلبہ و رجا رشوکت
بنظر آمد حسبہ شد برخواست
و تہذیب کار زاد ساخت۔ پس ہر
پنجم حضرت عبداللہ بن عمر و
امثال او شاہ کہ نہ بچا کہ نہ و
آنچہ حضرت سید الشہداء نمودند
ہی حق و صواب نمودند۔

بشار این اختلاف بر اختلاف
امیر است در اختلاف نہ
جواز اصل فعل و عدم جواز آن بلکہ
انجام کار جوہر نقش عہدہ کو فیاں
تدبیر حضرت سید الشہداء علیہ السلام

کہ دینے کے قابل ہو گیا۔ اور بڑے کے
اس قسم کے حالات کی تبدیلی کا بیان کرتا
آیا ہوں کہ نہ ممکن ہے محال نہیں بلکہ
اس وقت اہل رستہ اور اہل تہذیب کے لئے
مختلف ہو گئی جس کسی کو فتنہ و فساد کا
اندیشہ غالب آیا اس نے مجبوراً بیعت کے
لئے ہاتھ بڑھایا اور مصیبت سے بچنے کے
لئے نیکی کی پیروی کرنے کی شرط کو درمیان
میں رکھا لیکن جس شخص دین حضرت امام
حسین کو بڑی جفا و کشت و دہ سے پرہیز
شوکت کی نمونہ نظر آئی وہ اللہ کے لئے کمر
ہو گیا اور جنگ کا عزم کر لیا۔ پس جو کچھ
حضرت عبداللہ بن عمر اور امالیہوں نے
کیا وہ بجا کیا اور جو کچھ حضرت سید الشہداء
(امام حسین) نے کیا وہ بالکل حق اور
صواب کیا۔

اس اختلاف کی بنیاد امیر غلبہ
و عدم غلبہ کے مشنوں پر ہے، ذکر اصل
فعل کے جائز اور ناجائز ہونے کے
اختلاف پر بلکہ انجام کار کو فیوں کی
و عدم غفلت کی وجہ سے حضرت سید الشہداء

لے یعنی اہل کو فتنہ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے اور بڑے کے خلاف کرنے کو پیام بھیجا تھا۔ ترجمہ

(امام حسین) علیہ السلام کی مدد پر قبل
ہو گئی، اور ارجمند کو قیامت سے
پہلے میدانِ کربلا میں قیامت برپا ہو گئی۔
إِنَّا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَاقِدُونَ -

کربلا کا حادثہ اور غزوہٴ اُحد و حنین
اور اس قسم کی صورتِ حال نہ صرف

میدانِ شہدائے امام حسین علیہ السلام کو پیش
آئی بلکہ جہاد میں اس طرح کی صورتِ اکثر
پیش آتی ہے۔ اُحد و حنین کا واقعہ ہم نے
کیا دیکھا ہوگا پس جس طرح کہ اُحد و حنین
کے شہدائے شہادت کی چوٹی پر پہنچ چکے

بر نشانہٴ شمشیر و روزِ ہاشورہ
قیامت قبل از قیامت در میدان
کربلا برخواست۔ إِنَّا يَوْمَ الْقِيَامَةِ
رَاقِدُونَ -

حادثہٴ کربلا چوں غزوہٴ اُحد و حنین
و اس قسم پر ہمیں کارِ فقط

حضرت سید الشہداء را علیہ السلام
بیش از آہ در جسدِ اس
چنین اکثر پیش می آید۔ واقعہٴ اُحد و حنین
نشدیدہ باشی۔ پس چنانکہ شہیدانی
اُحد و حنین بذوۃ شہادۃ رسیدہ اند۔

لے غزوہٴ اُحد و حنین میں ہوا، حضورِ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پچاس تیر فائدہ مند کو ایک شے پر
کھڑا کر دیا اور فرمایا تم کسی صورت میں بھی یہاں نہ گھومنا۔ جگہ ٹھہرا کر دینی مسلمان کا مہاب بچنے اور کھڑے رہنے
بجائے گئے۔ اکثر تیر فائدہ مند نہ رہ سکے کہ کرباب توجہ ہو گئی، وہاں سے ہٹ گئے۔ خالد بن ولید کو نظر
ملا کہ کمانہ رہتے جا رہی مسلح نہیں جیتے تھے۔ انہوں نے ورے کو خالی دیکھا تو نوٹ کر چل گیا۔ پھر
مسلحین چار شہید ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گنہگار میں گر گئے، خدا کی عبادت کے شہید ہو گئے
شہرت کی دی گئی کہ حضور شہید ہو گئے۔ مسلمانوں کے دوسرے بچا نہ رہے۔ پھر حضور نے پکارا میں یہیں
ہوں جھکا کر جوش کیا۔ پھر علم ہو کر روئے اور فتح ہوئی۔ کفار بھاگ گئے۔ مترجم

لے غزوہٴ حنین میں مشرک میں شرف فتح ہوئے کے بعد تھا۔ ہواؤں - نصیحت کے دو مشرک
تجلیوں نے مقرر اور جی پال کو ساتھ ملا کر چار ہزار سادہ لوگوں کے ساتھ عادی حنین میں گئے کے
مشق میں پلاؤ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ہزار کا لشکر لے کر (بتبعہ عاصیہ بر فتح اشد)

و اذان پر بھی کار غلطی در قضا بل
 اوشان راہ نیاقت ۔ بہتیں
 شہیدان کر بلا را باید شناخت ۔
 و ای وقتی است کہ بگسترد
 اختلاف امیر معاویہ رضی اللہ
 عنہ یا بیعت مردم یا تسلط
 او خلافتش را عام و شامل شمارند
 و اگر بایں قدر کہ بقرع آمد ، فقط
 بافقہاء مطلق خلافت او قائل
 شویم و عموم و شمول خلافتش را
 تسلیم نہ کنیم و گوئیم کہ حضرت امام
 حسین رضی اللہ عنہ عمنہ و اتبعہ
 اوشان از رقبہ اطاعت او
 بنور خارج بودند ، حاجت عزل
 یک نیست و اوشان را در خروج

ہیں اور اس سے ان شہداء کے قضا بل
 میں کوئی غلطی نہیں پڑا ، اسی طرح کہ بلا کے
 شہیدان کو پہچاننا چاہیئے اور یہ اس وقت
 ہے جب کہ محض امیر معاویہ رضی اللہ
 عنہ کے زیرہ کو خلیفہ بننے یا لوگوں کی
 بیعت یا زیادہ کے تسلط کے وقت اس
 کی خلافت کو عام اور شامل سمجھیں ، اور
 اگر اسی قدر سے جو کہ ظہور میں آیا فقط
 اس کی مطلق خلافت کے منقطع ہو جائے
 کے ہم قائل ہو جائیں اور اس کی خلافت
 کے عام ہونے اور سب لوگوں پر شامل ہونے
 کو تسلیم نہ کریں اور کہیں کہ حضرت امام
 حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اس
 کی اطاعت کے دائرے سے ابھی تک
 خارج تھے تو پھر زیادہ کو معزول کہنے کا سوال

اختیار ہادیہ اور عہد شدہ ہوتے تھے آگے بڑھے جن میں دس ہزار حدیث کے مجاہد اور دہزار
 شیعہ کے مسلم اور اثنی عشریہ مشرک تھے ۔ صلہ فہم کے دلوں میں اپنی کثرت پر ناز پیدا ہو گیا ۔ دشمن
 کے ہاتھوں چپے بیٹھے تھے ۔ انہوں نے تیرا ہادی شہداء کو دی ۔ اثنی عشریہ مشرکوں اور دوسلوں میں
 بیکٹنگ لگی ۔ آنحضرت علیہ السلام نے انصار اور مساجیر کو پکارا ، اور میں ہر کہ
 حملہ کیا ۔ دشمنوں کے شر آدمی مارے گئے اور مسلمان صرف چار قیدیہ ہوتے ۔ غرض ابتر
 کے بعد فتح ہوئی ۔ مترجم

برو عقد وری فی و این فرقی انعقاد مطلق و محمول عقد ہر چند امروز کم قہمان نعمتند۔ مگر بہ تبع معاملہ سابقین واضح است کہ بیعت ہر کس را از اہل حل و عقد فقط موجب اطاعت و رحق او و در حق عدم ادا می مشعر نہد۔ و در حاجت بیعت حضرت علی و اہتمام بیان بروست حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما چہ بود و پچہنیں یزید بعد بیعت اہل شام و دیگر اہل حل و عقد خواستگار بیعت از حضرت حسنین و عبد الرحمن بن ابی بکر و دیگر رضوان اللہ علیہم نشدہی۔

مدار کار بر شیت | چوں این قدر دانستہ شد دیگر معلوم باد کہ مدار کار بر شیت است بشاوتہ :

اِقْبَا اَلْاَسْمَاءَ بِاَلْقِيَاتِ

ای پیدا نہیں ہوتا، اور نام حسین کو یزید کے خلاف اٹھنے پر کوئی اعداء نہیں اور یہ انعقاد مطلق اور محمول انعقاد کے فرق کو اس زمانہ میں کہ فہم و گہر چند نہ بکھیں گے لیکن ایسے لوگوں کے معاملہ کی تحقیق سے واضح ہے کہ اہل حل و عقد میں سے شخص کی بیعت کو اس کے اور اس کے وکیر چاہو کہ حق میں بیعت خیال کی گئی تھی ورنہ حضرت علی کی بیعت کی ضرورت اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما کے عقد پر اس بیعت کے استہمام کیا ضرورت تھی اور اسی طرہ یزید اہل شام کی بیعت اور دوسرے اہل حل و عقد کی بیعت کے بعد حضرت حسین اور عبد الرحمن بن ابی بکر اور دیگر صحابہ کی بیعت کا طالب نہ ہوتا۔

نیت پر مدار مدار | جب ان بات معلوم ہو گئی تو یہ بھی معلوم ہوا چاہے کہ کسی کام ہونا نیت پر متوقف ہے یا کسی شخص پر چاہے کہ اعمال کا وار و مدار نیت پر ہے ۔

ملہ انعقاد مطلق اور محمول عقد میں فرق ہے کہ انعقاد مطلق یا قہ فی الحق یعنی قریشیت کہ بنا پر بھی ہوتا ہے جا و نمود انعقاد محمول یعنی قریشیت اور علم و تقویٰ کی بنا پر ہوتا ہے سترم

و حقیقت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا
 رضی اللہ عنہ حاضر قابل کی نسبت
 کہ وہ کن تردد کردہ آید۔ انہی
 صورت میں شہادت حضرت بہائم
 علیہ السلام چہ تردد نہ یزید
 در حق اوشان خلیفہ بعدہ نہ
 خروج برو ممنوع۔ و اگر خلیفہ بود
 قائم خروج ممنوع نہ بود و اگر خروج ممنوع
 بود۔ عزل ممنوع نہ بود۔ باطل و جبر و نیت
 منظور در مجاہد بود۔ در حق نیت
 کلام نیست۔ باز اگر اوشان
 شہید نشوند دیگر کدام خواهد بود۔

اگر وہی شہید نہ قرار دیتے جائیں تو پھر اور کون شہید کہہ سکتے گا۔
 و اگر وہی شہادت [و ازین ہم
 در گذشتیم۔ اگر موجبات جہاد
 بودند اوشان نیز از آئندہ
 جہاد باز آمدہ سے نہ استند
 کہ بر او خود روند۔ لشکریان یزید
 پلید نگذاشتند و محاصرو کردند
 ظن شہید ساختند۔

یہ یعنی یزید حضرت امام حسین کی نظر میں خلیفہ نہ تھا۔ مگر چونکہ حضرت امام
 حسینؑ، یزید کو خلیفہ ہی نہیں مانتے تھے لہذا ان کے خلاف جہاد کن ممنوع نہ تھا۔ مگر ہم۔

جو شخص اپنے عزت و اصل کی مخالفت
میں مارا جائے تو وہ شہید ہے۔

یزید کی بیعت پر اجماع احمد
اس کا جواب

باقی رہی یہ بات کہ امام حسینؑ نے
یزید کی مخالفت کے لئے اجماع کی مخالفت کی

اس کا جواب یہ ہے کہ اولیٰ قاتلین
اجماع ہی تسلیم نہیں اگر کچھ ہے تو وہ

(صحابہ کی) عدم مخالفت ہے۔ اس کے
باوجود فاسق خلفاء کے خلاف اجماع کے

ناجائز ہونے پر اجماع ہے۔ اس کے معنی
جو کچھ ہیں عرض کر دیتے گئے ہیں۔ تقریباً

کے خلاف خروج کے ناجائز ہونے پر اجماع
ہے یہ لازم نہیں آتا کہ

اس کی مشکوک کے درجہ کی
خصوصیات زائدہ بھی خروج کا موجب

نہیں ہو سکتیں۔ ان سب باتوں کے باوجود
بھی اجماع مستکم نہیں جس وقت حضرت

امام حسینؑ اور حسین رضی اللہ عنہما اور محمدؐ
بھی نہ پڑے اور اہل مدینہ نے کوئی کام کیا ہو

کام کے مخالفت کو منع علیہ کسی طرح کر سکتے
ہیں اور اگر بالفرض ہم اجماع کو تسلیم کر لیں

مَنْ قَتَلَ دُونََ عَزِّهِ وَ
مَالِهِ قَتَلَ شَيْئًا

اجماع بیعت یزید و
جواب آل

باقی ماندہ کہ دشمن مخالفت
اجماع کردہ اندہ

جو بیش از حد کہ اقل
اجماع مستکم نیست اگر باشند

عدم مخالفت باشد۔ باری ہمسر
اجماع بر عدم جواز خروج بر

فاسق است۔ و معنی آل ہر
چہ بہت عرض کردہ شد۔

از اجماع بر عدم جواز خروج بر
نفس فاسق لازم نمی آید کہ خصوصیت

زائدہ مراتب اس کی مشکوک
نیز موجب خروج نتوان شد۔

باری ہمسر اجماع غیر مستکم
و مستحبکہ حضرات حسین رضوان

اللہ علیہما و علیہما رفتہ بن زبیر
و اہل مدینہ کاری کردہ باشند

مخالفت آل را بچن علیہم چگونہ
توان گفتہ و اگر بالفرض اجماع

تو وہ اجماع اگر منعقد ہوا بھی تو حضرت
امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد منعقد ہوا۔
اس اجماع کی مخالفت، حضرت امام
حسینؑ کو مضر نہیں پڑتی۔ زیادہ سے
زیادہ اس بارے میں امام حسین علیہ
السلام نے اپنے تلمذوں میں ایک اختلافی
اجتہادی مسئلے میں خلافت کا فیصلہ اور اس
میں کوئی مصفاۃ نہیں، جیسا کہ عرض
کیا جا چکا ہے۔

امام نووی کا اجماع بیعت پر نظریہ
لیبارہ مقام آپسچاہے کہ امام
نووی کی حدیث میں جسے میں نقل کر
دی جانے تاکہ اس اجماع کی تفصیل اور اس قول
کی تصدیق مل جائے۔ (امام نووی لکھتے ہیں)
اہل سنت نے اس بیعت پر
اتفاق کیا ہے کہ سلطان غصب کی وجہ سے
معزول نہیں ہو جاتا، اور اس کی وجہ
بعض احادیث کی کتب فقہ میں مل گئی

اجماع ما سلیم کنیم آن اجماع اگر
منعقد گردیدہ بعد حضرت امام حسین
رضی اللہ عنہ منعقد گردید۔
مخالفت اس اجماع حضرت امام
رضی اللہ عنہ را چہر مضر
تاری مافی الیاسب امام پیام علیہ
السلام در زمان خود در یک مسئلہ
مختلف قیصر خطا کردند و لا محذور
فیہ چنانچہ عرض کردہ شد۔

عبارت امام نووی
اکوی وقت آن است
کہ عبارت نووی دریں بارہ نقل
کردہ شود تا تفصیل اجماع و تصدیق
اسی مقال بدست آید (امام نووی گوید)
اجماع اهل السنة ان
لا یشترک السلطان بالفسق
و اما الوجه المذکور فی کتب
الفقه لبعض اصحابنا انه

کہ حضرت امام محمد باقر صاحب سے یہ خواہا کہ زیادہ سے زیادہ امام حسینؑ کے متعلق یہ کہا جا
سکتا ہے کہ انہوں نے جیسے خلافت اُٹھ کر حبیب دی گئی کی یہ بالعرض کہہ ہے۔ حالانکہ
ایسا نہیں ہے۔ بلکہ انہوں نے اس کے خلاف جو کچھ کیا، وہ درست کیا، اور آخر مقام

شہادت پایا۔ مرہم

یَنْعَزِلُ وَهَكَى عَنْ الْمَعْتَزِلَةِ
فَقَطَطَ مِنْ قَائِلِهِ مَخَالَفَ
الْأَجْمَاعِ - قَالَ الْعُلَمَاءُ
وَسَبَبُ حُدُودِ انْعِزَالِهِ
وَتَحْرِيمِ الْخُرُوجِ عَلَيْهِ
مَا يَتَرْتَبُ عَلَى ذَلِكَ مِنْ
الْفَقْهِ وَارَاقَةِ الدِّمَاءِ وَ
فُسَادِ ذَاتِ الْبَيْنِ فَتَكُونُ
الْمُفْسَدَةُ فِي عَزْلِهِ أَكْثَرُ
هَنْخَافِي بَقَائِهِ -

ہے۔ وہ فاسق سلطان خود معزول ہو
جاتا ہے اور یہی بات معزولہ کی طرف
سے بیان کی گئی ہے تو یہ اکثر مسائل کی
خلافی ہے اور اجماع کے خلاف ہے۔ علمائے
نے کہتے کہ اس کے معزول نہ ہونے اور
اس کے خلاف علم بقاء نہ ہونے کی
حرمیت کا سبب وہ فقہ و نحو فریضوں اور
یہ بھی فسادات ہیں جو اس پر قریب ہوتے ہیں
اس لئے اس کے معزول نہ ہونے اس کو باقی
رکن کی حیثیت نہاد زیادہ ہے۔

قَوْلُ الْحِیَاضِ | قَالَ الْقَاضِي
حِیَاضٌ أَجْمَعُ الْعُلَمَاءُ عَلَى
أَنِ الْإِمَامَةُ لَا تَنْعَقِدُ
لِكَافِرٍ وَعَلَى أَنَّهُ لَوْ طَرَفَ
عَلَيْهِ الْكُفْرُ انْعَزَلَ قَالُ

کہا ہے کہ علمائے اس بات پر اجماع
ہے کہ کافر تمام نہیں ہو سکتا، اور اس
بات پر کہ اگر اس پر کفر طرہ ہو گیا، تو
وہ معزول ہو جائے گا (پھر قاضی حیاض نے)

ملہ یعنی معزول نہ کرنے کے باوجود بھی وہ معزول کیا جائے۔ کیونکہ اس میں خلافت کی اہلیت نہ
کا فقدان ہے مگر ہم۔ ملہ یعنی غلط جو پہلے ہدایت پر تھا اور عادل و شقی تھا، بعد ازاں اس پر
فسق طاری ہو گیا تو وہ خلافت کسے نہ دہل میں ہو گا۔ لہذا جو اس کے خلاف کتاب ہے وہ
اجماع کے خلاف کتاب ہے جیسا کہ بعض اصحاب صحیحہ نے کہہ ہے مگر ہم۔ ملہ یعنی اگر بعد از
کوئی شخص کافر ہو تو اس کی خلافت منقذ نہیں ہوتی، اور اس پر بھی اجماع ہے کہ اگر بعد میں
کفر طاری ہو گیا تو وہ خود معزول ہو جائے گا۔ مگر ہم

و كذا الموقوف اقامة
العسلوة والدعاء عليها
قال وكذلك عند
جدهم و هم البدعة قال
وقال بعض البصريين تنعقد
له وتستدام له لانه طارئ
قال القاضى فلو طرأ عليه
كفر و تغيير للشرع او
بدعة عرج عن حكم
الولاية و سقطت طاعته
و وجب على المسلمين
القيام عليه و خلعه
و نصب امام عادل ان
امكنهم ذلك فان لم
يقع ذلک الا لطائفة
و حجت عليهم القيام
بنخلع الكافر ولا يجب
فی المستدح الا اذا ظنوا
القدرة عليه فان

کہا یہی حکم اس وقت ہے جبکہ غلیفہ
نماز کی پابندی اور نماز کی دعوت چھوڑ
دے۔ پھر کہا اور یہی حکم جسور و عاصی کے
نزدیک اور کتاب پر محنت کا بھی بہت دور
بقول قاضی عیاض بعض بصریہ والوں
نے کہا۔ اس کے لئے بھی خلافت منعقد
ہو جاتی ہے اور ہمیشہ رہتی ہے کیونکہ وہ
پر محنت ہے جس طاری ہوئے ہے قاضی عیاض
نے کہا کہ اگر غلیفہ پر کفر طاری ہو جائے اور
شریعت میں تبدیلی یا بدعت کا ارتکاب
کرے تو امامت کے تحت سے خارج ہو جائے گا اور
اسکی اطاعت منقطع ہو جائیگی اور مسلمانوں
پر اس کے خلاف ائمہ کھڑا ہونا ضروری اور اسکی
خلافت کو گھٹے نکال پھینکنا اور عادل
امام کو قائم کرنا، اگر یہ ان کیلئے ممکن ہو سکے
واجب ہو جائے گا۔ پس اگر یہ واقعہ ہو
مگرا ایک گروہ کے لئے تو ان پر کافر کی تکفیر
کو پھیلنے کے لئے کھڑا ہو جانا تو واجب ہے
اور بدعتی کے بارے میں واجب نہیں ہے

ملف یعنی اگر وہ ابتداء بدعتی ہے تو اس کی امامت منعقد نہیں ہوگی۔ اور اگر بعد میں وہ بدعتی
ہو گیا تو خود بخود معزول ہو جائے گا۔ لیکن بعض علما نے اس پر کئی خیال مطابق اس کی نصرت منعقد
یہی ہو جائے گی اور اسے بعد بھی برقرار رہے گی۔ مترجم

مگر جب ان کو اس پر قصہ کا گواہی غالب
ہو، اگر انہیں مجرماً یقین ہو تو اس معزول
کے لئے کیلئے کر لیتے ہونا واجب نہیں اور
مسئلہ ان کو اس کی حکومت ہجرت کجانی
چاہئے اور اپنے دین کو بچا لینا چاہئے
تک کہ اگر فاسق کی خلافت ابتدا میں منقطع
نہیں ہوتی۔ ہاں بدین اور علیہ فریق طاری
ہو چکا تو بغیر کے کہ اس کو علیحدہ کر دینا
واجب ہے جو اس صورت میں نہیں کہ
قدتہ اور جنگ کا اندیشہ ہو۔

جمہا میر سنت فقہاء، محدثین
اور متکلمین کا قول

محمود اہل سنت فقہاء، محدثین اور
متکلمین کے کہ اگر فاسق ظلم، حقوق کے
مسئلہ کے لئے کے باعث ہی معزول نہ
ہوگا اور نہ ہی ہٹایا جائے اور اس کی
وجہ سے اس کے متنبیہ کے لئے کمر
ہونا جائز نہیں۔ بلکہ اس کو بصورت
کنا واجب ہے اور تنبیہ کرنا ضروری ہے
ایں احادیث کی روشنی میں جو اس باب سے
میں وارد ہوئی ہیں۔

تحققوا العجز لہ
یجب التیام ویہاجر
المسلم من ارضہ
الی غیرہا ویقر بدینہ
قال ولا ینعقد للفاقد
ابتداءً فلو طرأ علی
الخطیئة فسق قال
بعضہم یجب خلعه
الا ان یترتب علیہ
فتنة وحرب۔

قول جمہا میر سنت از فقہاء
و محدثین و متکلمین

قال جمہا میر اہل السنۃ
من الفقہاء والمحدثین
و المتکلمین لا ینعزل
بالفسق والظلم وتعطیل
الاحقوق ولا یخلع و
لا یجوز المخروج علیہ
بذلك بل یجب وعظہ
و تخویفہ للاحدیث
الموارد فی ذلك

کہ اگر کوئی ہٹا دے تو یہ خواہی ہے یا نہیں بدین کو ہٹانے کے قصہ کا ظن غالب ہو کر

قال القاضی وقد اذی
ابوبکر بن مجاہد فی هذا
الاجماع وقد رد علیہم
بقیام الحسین و ابن
الزبیر و اهل المدينة
علی بنی امیة و بقیام
جماعة عظيمة من
التابعین و صدر الاول علی
الحجاج مع ابن الأشعث و
تاویل هذا القائل قوله

"ان لا تتنازع الامم اهل
فی ائمة العدل و
حجة الجہود ان قیامہم
علی الحجاج لیس بمجرد
الفسق بل لما غیر الشرع
و ظاہر من الکفر قال
القاضی و قبل ان هذا
الخلافت کان اولاً ثم
حصل الاجماع علی منع
الخروج علیہم و الله اعلم
انتم ہی یلاحظہ۔

پس از مطالبہ این عبارت

قاضی عیاض نے کہا کہ ابوبکر بن
مجاہد نے اس بارے میں اجماع کا دعویٰ
کیا ہے اور امام حسین اور ابن زبیر
اور اہل مدینہ کے بنی امیہ کے خلاف
کھڑے ہونے کا ان پر رد کیا ہے، اور
تابعین کی ایک بڑی جماعت، اور
صدر اول کے لوگوں کے حجاج کے مقابلے
میں ابن اشعث کے ساتھ کھڑے ہونے
کی بھی تردید کی ہے۔ اور اس کھنڈالے
نے آپ کے ارشاد کو بھی تاویل کر دیا کہ
"ہم پہلے اس کے کسی امر میں تاج نہیں کریں گے"
(یعنی) عادل اماموں کے بارے میں
نزع نہیں کریں گے۔ اور جمہور کی دلیل
یہ ہے کہ حجاج کے خلاف کھڑے نہ تھے
اس کے فسق کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ
اس وجہ سے تھا کہ اس نے شیعہ کو مل
دیا تھا اور کفر کا مظاہرہ کیا تھا جس
نے کہا کہ گناہ گار ہے کہ یہ اختلاف اول
اول میں تھا۔ پھر ان کے خلاف خروج
کی ممانعت پر اجماع حاصل ہو گیا و اللہ
اعلم بہن کا کلام بلطف ختم ہوا۔

اس عبارت کے مطالعہ کے لئے

کے بعد مذکورہ اکثر متدعات کی تعمید
حاصل ہو جاتی ہے۔ بالکل اہل سنت
کے اصول پر، نزدیک کا حال پہلے کی
بشکست بدل گیا تھا بعض کے نزدیک
کافر ہو گیا اور بعض کے نزدیک اس کا
کفر تحقیق میں نہیں آیا۔ سابق اسلام
بعد میں آئے والے فسق کے ساتھ مل گیا
اگر حضرت امام نے اسے کافر یا ناقص
کے خلاف اُٹھے ہیں کیا خطا کی۔ امام
احمد کہیں دلتے پسند آئے۔ مگر جیسا کہ
مسلک ہے کہ کسی شخص کا کفر ایک عالم
کے نزدیک تو ثابت ہو سکتا ہے۔ لیکن
دوسروں کے نزدیک نہیں ہوتا۔ اسی
طرح اس کے خلاف اُٹھنا۔ اس کے
اور اس کے حق میں مختلف ہو جائے گا،
اور کسی کی تکفیر و تفسیق اور تعدیل و
تجزئہ میں اتفاق ہونا دینی ضروریات
یا عقلی ہر سیاست میں سے نہیں ہے کہ
حدہ کرنے کی ضرورت پیش آئے اور فسق
کی ضرورت میں جو کچھ کہیں نہ پیش کیا

تصدیق اکثر متدعات مذکورہ حاصل
ہے۔ بالکل اہل اصول اہل
سنت حال یہ بدیہت سابق
متبدل شد۔ نزد بعض کافر
شد۔ و نزد بعض کفر اور تحقق
نکشت۔ و مسموم سابق مغلط
بفسق لاحق شد۔ اگر حضرت
امام کافر شہ پنداشتند در
خروج بر دو چہرہ خطا کردند۔
امام احمد و ابی ہاشم
خاطر افتاد مگر چنانکہ مسلک
است کہ کفر کسی نزدیک تحقق
شود و نزد دیگران نشود۔
پسین خروج بر دو حق این و
اکی مختلف خواہ بود و اتفاق در
تکفیر و تفسیق و تعدیل و تجزئہ
کسی از ضروریات دینی یا از
ہر سیاست عقلی نیست کہ
حاجت صحت افتد۔ و در
صورت فسق آنچہ پیش کردہ ام

یاد خواہد بود - تا ہم بھی صورتی
بر اصول اہل سنت نیست -
چہ زید اندری صورتی با فاسق
مصلح بود تا کہ صلوة وغیرہ یا
مستحب بود چہ از روشی
نواصب است بایں ہمہ
حکم خلافتش غیر مسلم۔

بے تنہا یاد ہوگا تا ہم اہل سنت کے اصول
پر کوئی دشواری باقی نہیں رہی ہے کیونکہ
یہ دین صحت میں یا حکم کلمہ فاسق تھا
نہا کا ترک کرنے کا وہ غیر یا بدعت کا
ترکب تھا کیونکہ وہی صحت کے خراؤں میں
تھا دین سب پیروی کے پیش نظر اس کی
عام خلافت کا ہونا ممکن نہیں۔

نظر بریں وجوہ بسیار
ملفوظات سابقہ در خود
بروہیج قبا حق نے - بایں
ہمہ خودیہ بڑھ چسبیں کسان
تا حال نزد ہمہ جائزہ اگر
نزد ہمہ جائز نیست نزد
بعضی جائزہ - چنانچہ از مشاہدہ
عبادت خودی واضح است و
در مسائل مختلفہ خلافت کی
مزویگان را موجب تفسیق و شان

ای دلائل کے پیش نظر سابقہ
فتعات کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ
کے خلافت ان کے کثرت ہونے میں کوئی
قباحت نہیں ہے اور ان سب باتوں
کے باوجود اب بھی لوگوں کے خوف کثرت
کثرت خدایہ تک سب کے نزدیک
جائز ہے - اور اگر (اختلاف کو بنا پر)
سب کے نزدیک جائز نہیں تو بعض کے
نزدیک جائز ہے جیسا کہ خودی کی حیات
کے مطالعہ سے واضح ہے اور اختلافی

شع نواصب وہ لوگ ہیں جو حرام چیزوں کو اپنے نفسانی دلائل کے باعث حلال سمجھتے تھے۔
جیسا کہ یہ بھی شراب چیتا تھا اور اس کو حلال سمجھتا ہوگا۔ آج کل کے شرابی بھی کئے کئے گئے
ہیں کہ شراب کی حرمت کا قرآن کریم میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ شخص صی
اصل الشیخی سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ حرم

آن برا، و بطلان اجماعی دو
 خصمہ اشترکے تو ان شد۔
 چنانچہ دالستہ شد۔ و اگر فرض
 کنیم بر عدم جواز خروج بر چنین
 کسان اجماع است، و اجماع
 حاکم است، و اجماع قدیم
 نیست تا در اصول اہل سنت
 در شہادت امام جہام قرۃ دی
 راہ یابد۔ نیز یادہ از زیادہ اگر
 کسی گوید اس بگوید کہ حضرت امام
 درین مسئلہ خطا کردہ لیکن چہ
 حرج المجمعہ یا غلطی و عیب
 بنای ثواب بر نیت، عظامی
 اجتہادی درین بارہ مزاجم حالی
 فی شود۔ چنانچہ در اصول
 اہل سنت مصرح است، و ہم
 واضح است، چہ اگر بغضی حروب
 رولہ اظہار کردہ تا نماز مغرب بخواند

مسائل میں ایک شخص کا دوسرے سے
 اختلاف کرنے اس کا سبب نہیں ہو سکتا
 کہ وہ دوسرے کو اس اختلاف کرنے
 والے کو فاسق قرار دیں اور اس کے
 احوال کو عندا شتر باطل ٹھہرائیں جیسا کہ
 ہمارا گیا اور اگر ہم یہ بھی فرض کر لیں کہ اس
 جیسے لوگوں کے خلاف اُتے کے ناجائز
 ہونے پر اجماع ہے تو وہ اجماع بعدا شتر
 قدیمی اجماع نہیں کہ اہل سنت کے اصول
 پر امام حسین کی شہادت میں کوئی شک
 کی گنجائش ہو سکے۔ زیادہ سے زیادہ اگر
 کوئی کہہ سکتا ہے تو یہ کہہ سکتا ہے، کہ
 حضرت امام نے اس مسئلہ میں غلطی کی۔
 لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ نہ مجتہد
 سے غلطی بھی ہو جاتی ہے اور نہ سنی بھی
 اس بارے میں خطائے اجتہادی کی نیت
 پر بھی ثواب کا ملنا مزاجم حالی نہیں ہوتا
 ہے۔ چنانچہ اہل سنت کے اصول میں

لے اگر اکثر لوگ اتفاق کے خلاف کسی مسئلہ میں کسی ایک صاحب الرائے نے اختلاف
 کیا تو اکثریت سے اختلاف کرنے والے کو نہ فاسق کہا جاسکتا ہے اور نہ اشد کے یہاں اس
 کا اجتہادی عمل بے کار جاسکے گا جیسا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے نشانہ ہوتے
 ہوئے زیدوں کی مخالفت کی۔ مترجم۔

و جنوز آفتاب مغرب نشدہ بود
 دیں گئی تا آخر علم بر خطای خود
 اطلاع نشد ہرگز عاقل تجویز
 نے تو ان کرد کہ از ثواب محروم ماند
 درد تکلیف مال و علق لازم
 خود آمد ہر محال لَا یُکَلِّفُ
 اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا -
 یہ فتنہ نہیں لگا سکتا کہ وہ ثواب سے محروم رہا۔ درد ایسی تکلیف
 جس کی طاقت نہ ہر لازم کئے گی، اور وہ محال ہے کہ نیکو اللہ کی نفس
 کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

اگرچی بر طبق اصولی مشہور
 شہادت حضرت امام الشہداء
 در کنار دین و ایمان شایع ہم
 از دست سے رود۔ لغو باشد
 منشاء اگر باور نہ باشد بنگو
 کہ در کافی کلینی روایا مستند ہیں
 باب کہ ہر کو اتقیس نیست
 دین و ایمان ندارد و ارد شدہ اند
 مع سند نقل سے کتم۔
 ذل شیعہ صاحبان کے اصول
 کے مطابق حضرت امام الشہداء کی
 شہادت ان کے دین و ایمان کے ساتھ
 ساتھ ہاتھ سے نکل جاتی ہے۔ لغو
 ہاں نہ منہا اگر یقین نہ ہو تو دیکھ لو کہ
 کافی کلینی میں اس بارے میں روایت
 موجود ہیں کہ جو شخص اتقیس نہ رکھے اس کا
 دین و ایمان نہیں ہے۔ یہی روایت
 کہ مع سند کے نقل کرتا ہوں۔

اول: عن ابن عباس عن

لہ شیعہ حضرات کی مشہور کتاب حرم

ہشام بن سالم عن ابن ابی یکر الاعمش قال قال ابو عبد اللہ یا ابا عمر ان تسعة اعشار الدین فی التقیة ولا دین لمن لا تقیة له والتقیة فی کل شیء حتی فی المسح علی الخفین۔

ہشام بن سالم عن ابن ابی یکر الاعمش قال قال ابو عبد اللہ یا ابا عمر ان تسعة اعشار الدین فی التقیة ولا دین لمن لا تقیة له والتقیة فی کل شیء حتی فی المسح علی الخفین۔

روایت دیگر: عن محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن محمد بن عمار بن خلاد قال سالت ابا الحسن علیہ السلام عن القیام للولایة فقال ابو جعفر التقیة دینی و دین ابائی و لا ایمان لمن لا تقیة له۔

روایت دیگر: عن محمد بن یحیی عن احمد بن محمد بن محمد بن عمار بن خلاد قال سالت ابا الحسن علیہ السلام عن القیام للولایة فقال ابو جعفر التقیة دینی و دین ابائی و لا ایمان لمن لا تقیة له۔

ایں دو روایتوں سے آفتاب کی مانند روش بر جای آتے کہ ہر شخص تقیہ نہ کرے تب تک دین و ایمان ہے۔

ایں دو روایتوں سے آفتاب کی مانند روش بر جای آتے کہ ہر شخص تقیہ نہ کرے تب تک دین و ایمان ہے۔

اب حضرات شیعہ سے گزارش ہے کہ اگر تقیہ یہی ہے تو پھر تو امام حسین رضی اللہ عنہ کا ایمان پر خاتمہ معلوم ہے

انہوں نے حضرات شیعہ الناس سے کہ اگر یہی تقیہ است خیر خاتمہ حضرت امام الشہداء معلوم

چہ جائیکہ شہادت - و ظاہر است
 کہ ہر دہ دہایت بیچ گو نہ گئی تھی
 تاویل یا تخصیص نیست - اگر
 تاویل فرمایند یا تخصیص بعد ہی شخصی
 نمایند، مسموع نخواہد بود - اکنون
 از بی چارہ نیست کہ مذہب
 اہل سنت اختیار کنند - و اگر
 از اتباع حق حار و انکار است
 لا جرم از انہم وہ آردہ گاندگی
 یازدہ باقی خواہشد ماند - اندرین
 صورت انکار از حق و اصرار بر
 مذہب باطل لا جرم خواہد آمد - چہ
 حضرت امام را درین ضیق و
 ناچارۃ کہ تامل می ہزار فوق جوار
 چند معدود جوہد و آنکم بکی بعد
 دیگرے شریعت شہادت چہ چند
 تقیہ لازم بود - اگر اول امر امید بود
 و راکھ وقت کہ بیچ کس نہاند تقیہ
 لازم افتادہ بود -

میں آنچہ شرط بلاخ است، تاو میگیم
 تو خواہ از خشم پستہ گیر خواہ طال
 و جواب دہی انشاء اللہ تعالیٰ

شہادت تو کہاں - در ظہر ہے کہاں
 ہوا است میں کسی قسم کی تبدیلی یا تخصیص
 کی گنجائش نہیں ہے - اگر وہ تاویل
 کریں یا کسی شخص اور صدوی تخصیص کریں
 تو قابلِ سماعت نہ ہوگی - اب اس
 کے سوا چارہ نہیں ہے کہ اہل سنت کا
 مذہب اختیار کریں - اور اگر حق کی
 پیروی سے انہیں شرم آتی ہے یا انکار
 ہے تو پھر توفیق باہر اہل اصول میں سے
 مل گیا نہ رہ جائیگی - اور اس
 صورت میں حق سے انکار اور بھولنے
 مذہب پر ضد لازم آئے گی - کیونکہ
 حضرت امام حسین علیہ السلام کو اس کی
 اور مجبوری میں کہیں ہزار فوق کثیر کے
 مقابلے میں چند گنتی کے کوئی حقہ اور وہ
 بھی سب شہید ہو چکے تھے، تقیہ کنا
 ضروری تھا - اگر شریعت میں غلبہ کی امید تھی
 تو آخری وقت میں جب کوئی نہ رہا تھا،
 تقیہ کنا ضروری تھا نہ

جہانگیر تبلیغ کی شرط ہے یہ تم سے کہتا ہوں
 تم غلامی بات سے تخصیص اختیار کرنا چاہی
 اور وہ سرا جواب انشاء اللہ تعالیٰ

بشرط فرصت عنقریب بنظر گرامی سے
گزرے گا، نا اُمید ہوں۔

یہ دو روایتیں جو کو نقل کی گئیں
ہیں، اگر ان کے جھوٹ ہونے کا شک
نہ ہو، مطابق کر لیں، اگر تمہارے پاس
کافی ٹیکنی نہ ہو تو طہران کا چھپا ہوا نسخہ
تمہارے پاس موجود ہے، ملاحظہ کریں۔

اے اللہ! ہمیں حق دکھا دے اور
اس کے نیچے چھٹی کی توفیق عطا فرما اور جو
کو جھوٹ کہے دکھا دے اور اس سے بچنے
نصیب فرما اور ہماری آخری دعا یہ ہے کہ
تمام آخر نفس رب العالمین کیلئے ہیں، فقط۔

بشرط فرصت عنقریب بنظر گرامی
خواہر گذشت لَا تَقْنَعُوا

ایں دو روایت کو نقل کر دے
اگر احتمالِ دروغ با شہ مطابقت
نمائیے، اگر نہ وہا کافی ٹیکنی نہ باشد
نسخہ مطبوعہ طہران نزد ما موجود
است، ملاحظہ نماید۔

اللهم ارنا الحق حقا
وارزقنا اتباعه وارنا الباطل
باطلا وارزقنا اجتنابه واخو
دعوانا ان الحمد لله رب
العالمین - فقط۔

والحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی رحمة للعالمین۔

مترجم محمد انوار الحسن شیر کوٹی

مسئد خلافت امامت پر مقتانہ اور لاجواب کتاب

مطرقة الكرامہ علی مرآة الامامہ

تصنیف بطیعت شیخ الشیخ رئیس المحدثین ہراج المناہجی دبدۃ الفقہاء
حضرت مولانا ابراہیم خلیل احمد محدث سہارنپوری ثم المدنی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف بذل الجہود وشرح سنن ابی داؤد وعود

مقدمہ از قلم حضرت الحاج مولانا قاضی منظر حسین صاحب تنظیم مکتبہ

مرکزی امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان

جو کہ تقریباً ایک صدی کے بعد پہلی مرتبہ زیر طبع سے آگامی ہے مگر منظور مہر پرائی ہے

قیمت ۱۰/-

چوتھے خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور شہادت و موقف امام حسین رضی اللہ عنہ

کی وضاحت اور تحاریر و فتاویٰ

محمود عباسی مولانا محمد اسحاق سندیلوی و عظیم الدین غیر حایان یزید کا مسلک و فتاویٰ

خارجی فتنہ

از قلم فیض رقم

حضرت مولانا قاضی منظر حسین صاحب تنظیم مکتبہ امیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان
حصہ اول غلبہ صفحات ۶۲۴ قیمت ۱۰/- حصہ دوم (زیر طبع)

ملک کاتبہ: سنی و الاشاعت جامع مسجد ابی بن کبیر آباد و صدر و ڈولابو